

هَدَايَةُ الْمُتَعَالِ فِي خِدْمَةِ الْإِسْتِقْبَالِ

استقر قلبه في سبيل الحق



أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

التي كانت في بيت الله
Alahazrat Network

هَدَايَةُ الْمُتَعَالِ فِي حَدِّ الِاسْتِقْبَالِ^{۲۲}

(استقبال قبلہ کی تعیین میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رہنمائی)

مسئلہ ۳۶۶ از علی گڑھ معرفت مولوی بشیر احمد صاحب مدرس اول مدرسہ اہلسنت ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

شہر علی گڑھ کی عید گاہ کہ صد سال سے بنی ہوئی ہے اور حضرات علماء متقدمین جاگراہت اس میں عید یحییٰ کی نمازیں پڑھتے پڑھاتے رہے، آج کل کی نئی روشنی والوں نے اپنے قیاسات اور نیز آقا کی تائید سے یہ تحقیق کیا ہے کہ سمت قبلہ سے مخوف ہے اور قطب شمالی دہانے کو سننے کی پشت پر واقع ہے کہ جس سے ڈسے فٹ کے قریب مغرب سے چھری ہوتی ہے لہذا اس کو توڑ کر سمت ٹھیک کرنا مسلمانانہ شہر پر بر تقدیر استطاعت کے ذمہ اور فرض ہے ورنہ غناز اس میں مکروہ تجویزی ہے اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو اس میں ایک قوی چھاپا جس کی حمایت جواب یہ ہے: اگر ہاں کے مسلمانوں میں اس قدر مالی طاقت ہے کہ اس کو شہید کے ٹھیک سمت قبلہ پر بنا سکتے ہیں تو ان کے ڈسے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی کریں اور اگر ان کے ایسے ٹھیک سمت قبلہ کی طرف بنانے کی طاقت نہیں تو ان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اس مسجد یا عید گاہ میں ٹھیک سمت قبلہ کی طرف خطوط کھینچ لیں اور ان خطوط پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کریں، چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے:

ومن كان غائبا فخرضه اصابته جهتها
 جو شخص کبیر سے دور ہو اس پر نماز کے دوران سمت کبیر
 هو الصحيح لان التكليف بحسب الوسم اتى
 کی طرف رخ کرنا فرض ہے یہی صحیح ہے کہ نہ تکلیف
 حسب طاقت ہوتی ہے اتنی (دست)

کتب مقبوضہ یہ ارشاد ہو کہ اب ہندوستان کا قبلہ مابین المغربین ہونا چاہئے یا کیا ؟ اور اس کا سمت قبلہ درست کرنا ضرور ہے یا کیا ؟ بدینا تو جودا

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل لنا الكعبة قبله وامانا
والصلوة والسلام على من الى افضل قبلة
وقدنا، رسول الشكين وامام القبلتين جعل
الله تعالى باه انكسر في الدارين قبله اما لنا
وكعبة منا تاو على اله وصحابته و سائر اهل
قبلته الذين دلوا اليه وجوههم تقديفا و
ايانا آمين اللهم هداية الحق والصواب .

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے کعبہ کو ہمارا قبلہ
اور پناہ گاہ بنایا اور صلوة سلام ان پر کرتے ہیں اچھے
قبلہ کی طرف پھیرا جن و اس کے رسول اور دونوں
قبلوں کے امام جن کے باعزت دروازے کو اللہ
تعالیٰ نے جنہیں دنیا و آخرت میں ہماری تمام امینوں
کا قبلہ اور آرزوؤں کا کعبہ بنایا، آپ کی آل اصحاب
اور ان اہل قبلہ پر جنہوں نے حالت ایمان تصدیق

میں اس کعبہ کی طرف رخ کیا آمین : اسے اللہ حق و صواب کی راست فرما دے
خود اسے ذکر و محض باطل اور علیہ صدق و صحت سے عاقل اور نصیب آقا پر اثر اجتران بکے شریعت مطلوبہ پر
کھلا نظر ہے۔

اولا اگر فرض باطل یہ حید گاہ جنت قبلہ سے بالکل خارج ہوتی بلکہ مشرق و مغرب ہل گئے ہوتے جب
بھی یہ جبروتی حکم کہ بھارت استطاعت اسے توڑ کر ٹھیک سمت قبلہ پر بنانا فرض ہے اول سے نئی شریعت ایجاد
کرنا تھا، اس حالت پر غایت یہ کہ اگر یہ ائمہ کرام کوئی چارہ کار نکلتی نہ تھا منہدم کرنا مطلوب ہوتا ٹھیکہ سمت پر بنانا
کس نے فرض مانا، حید گاہ میں کوئی عمارت ہونا ہی سہے سے خدا اور رسول علی جہ زو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرض کیا نہ واجب نہ سنت، زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصحف سے عید کعبہ دست میداں تھا جس میں
املا کسی عمارت کا نام نہ تھا، جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید کو قشر لیتے لے جاتے مواہر اقدس
میں سترہ کھینٹے ایک نیزہ نصب کروا جاتا، زمانہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں بھی یوں ہی رہا۔ عمر
بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے سبب مراضی میں تبرک
کے لئے مسجد بنائیں ظاہر انھیں کے وقت میں مصحف سے عید میں بھی عمارت بنی کہما استظہرہ السیدنا خوس الدین
السموودی قدس سرہ فی تاسیخ المدینۃ الکروبیۃ (جیسا کہ سید نور الدین محمودی قدس سرہ نے اپنی کتاب
تاسیخ المدینۃ المنورہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔) میں بکھاری شریعت میں عید النہد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موجد اقدس کے سامنے
حید الشہداء حید الاضحیٰ کے موقع پر نیزہ نصب کیا جاتا پھر
آپ نماز پڑھاتے۔ (ت)

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان
توکلہ العنبة قد امه یوم الفطر والنحر
ثم یصلیٰ۔

انہیں کی دوسری روایت میں ہے،

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حید گاہ کی طرف تشریف
لے جاتے تو آپ کے آگے نیزہ اٹھا کر دیا جاتا اور حید گاہ
میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا پھر اس کی طرف
رخ کر کے نماز پڑھاتے تھے (ت)

قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یفقد الی المعصی والعنزة بین ید یدہ
تعمل و تنصب بالمعصی بین ید یدہ
فیصلی الیہا۔

سنن ابن ماجہ صحیح ابن خزيمة کفرنا الخلیل بن زائد کیا،

یہ اس لئے کیا جاتا تھا کہ حید گاہ فضا میں تھی وہاں کوئی
بشی چیز نہ تھی جسے سترایا جاسکے۔ (ت)

وذلك ان المعصی کان فضاء لیس فیہ شیء
یستتر بہ۔

افسوس کرتی روشنی کا یہ فرض زمانہ رسالت و زمانہ خلافت و زمانہ رسالت سب میں متروک رہا۔

ثانیاً اس حید گاہ کی حالت موجود سے دینی الہی کو کوئی اثر نہ رہتا ہے جس کے سبب اس کا طہرانہ
فرض پیدا نہیں اگر نہیں تو بحال استطاعت مالی اس کا ہم کیوں فرض ہوا اور اگر ہاں تو بحال عدم استطاعت مالی کیوں فرض
نہیں استطاعت مالی بنانے کو چاہئے، دھانے میں کیا ایسا دکان ہے جس سے مسلمان کا شہر ناجز ہوں۔

ثالثاً خلافت قبلہ دلیل لےنے سے کار براری ممکن اور ضرورت مند ہے یا نہیں، اگر نہیں تو بحال عدم استطاعت
یہ لغو حرکت کیوں فرض ہوئی لہٰذا کسی نے فرض کی، اور اگر ہاں تو بحال استطاعت توں کار براری کسی نے حرام کی کہ بالیقین تھا
دینا ہی فرض ہو گیا، کیا یہاں تعدد و تفرع فرض الازالہ مختلف الالہ ہیں کہ تو ذلیل ممکن ہو۔

سابعاً یعنی حید گاہ سمت سے یکسر خالی ہے یا عدد و جهت کے انداز ہے اگرچہ محاذات میں سے خوف ہے
بر تقدیر اول اس میں نماز مکروہ تحریمی کیوں ہوئی باطل محض ہوئی لازم تھی، بر تقدیر ثانی اس کا دھانا کیوں فرض ہوا جبکہ
عدد و شرف کے انداز ہے۔

سابعاً یعنی حید گاہ سمت سے یکسر خالی ہے یا عدد و جهت کے انداز ہے اگرچہ محاذات میں سے خوف ہے
بر تقدیر اول اس میں نماز مکروہ تحریمی کیوں ہوئی باطل محض ہوئی لازم تھی، بر تقدیر ثانی اس کا دھانا کیوں فرض ہوا جبکہ
عدد و شرف کے انداز ہے۔

۱۳۳/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی	سنہ صحیح بخاری باب الصلوة الی الحرمۃ یوم العید	سنہ صحیح بخاری باب عمل العنزة او الحرمۃ ۱۶
"	"	"	"
۹۳	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب ماجاء فی الحرمۃ یوم العید	سنہ سنن ابن ماجہ

خواہنا علماء کرام کا حکم قریر ہے کہ جنت سے بالکل خروج ہو تو نماز خاصہ اور عدد و جہت میں بدل کر اہستہ جائزہ آفاقی کا قبلہ ہی جنت ہے ذکر اہستہ عین۔ برائے امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کا شانی پھر علیہ امام ابن عمر الحاج علی میں ہے۔

قبلتہ حالۃ البعد جہۃ الکعبۃ دہلی المحارب کعبہ سے دوری کی صورت میں جنت کعبہ ہی قبلہ ہے اور لاہین الکعبۃ۔ (محراب مسجد ہے نہ کہ عین قبلہ۔ دت)

ہائیں الزمزم امام زندگانی سے ہے، للجهة قبلہ کا لعیق (جنت کعبہ عین قبلہ کی طرح ہے۔ ت) ہاں حتی الوسع اہستہ میں سے قرب مقرب۔ اس بارے میں مکتوب علیہ وغیرہ کے نصوص بعونہ تعالیٰ آگے آتے ہیں اور تحریر میں فرمایا، ہوا افضل بلا مایب ولا ملین، الباقی غیر کسی شک و شبہ کے افضل ہے۔ ت) درر حوالہ مشہور و رد المحتار میں ہے۔

لو انخرفت عن العین انخروا فلا تزول منه المقابۃ اگر عین کعبہ سے بالکلیہ انحراف نہ ہو (یعنی معمولی انحراف بالکلیۃ جائز و مفید لا ما قال فی الظہیریۃ اذا تیاہن ادتیاسن تجوز۔ ت) ہوا (تو نماز جائز ہے۔ اس کی تائید ظہیریہ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، جب نماز ذرا دائیں یا بائیں ہو گیا تو نماز جائز ہو گئی۔ دت)

اور ترک مستحب مستلزم کراہت تہریر ہی نہیں کراہت تحریم تو بڑی چیز، بحر الزمان باب العیدین میں ہے۔ لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ ترک مستحب سے کراہت لازم نہیں آئی کیونکہ اس کے ثبوت کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے (دت) اذ لا بد لہا من دلیل خاص۔ تو اس میں نماز عکبہ تحریمی ٹھہرانا ہی روشنی کی محض غلطی ساخت ہے۔

سادہ سادہ عبارت ہدایہ کہ غرضی مذکور نے فعل کی اس کے مدعا سے اصلاً اس نہیں رکھتی بلکہ حقیقتہً وہ اس کا رد ہے، عبارت کا مطلب یہ ہے کہ غرضی کو ہرگز ضرور نہیں کہ اس کی توجہ عین کعبہ معتبر کی طرف ہو بلکہ اس جہت کی طرف

ملہ برائے الصنائع فصل فی شرائط الارکان مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۸/۱

نوٹ، برائے میں یہ عبارت معنی مذکور ہے الفاظ عیدین موجود نہیں۔ تہذیب احمد سعیدی

ملہ جامع الروض فصل شروط الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۳۰/۱

ملہ فتاویٰ شریعہ کتابہ الصلوۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹/۱

ملہ رد المحتار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۱۵/۱

ملہ البحر الرائق باب العیدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۳/۲

مذہبوں میں ہے جس میں کجہ واقع ہے کہ تکلیف بعد رحمت اور طاعت بحسب طاقت ہے اس سے خود ثابت ہوا کہ
غیر مذکور میں اتنا انحراف کہ جہت سے غبارِ مذکور سے مضر نہیں اور اس کی تصریح نہ صرف ہاید بلکہ عامہ کتب مذہب میں
ہے پھر مسافت بیدہ میں ایک حد تک کثیر انحراف بھی جہت سے باہر مذکور ہے گا اور دقیق غارِ نقیل ہی کلاسے گا اور
جتنا بعد بڑھا جائے گا انحراف زیادہ گناہی پاسے گا۔ بحر الرانی و طحاوی علی الدرہم میں ہے :

المسافة التقريبية هوان يكون منحرفا
عن القبلة انحرافا لا تزول به المقابلة
بالكلية ، والمقابلة اذا وقعت في مسافة
بعيدة لا تزول بما تزول به من الانحراف
لو كانت في مسافة قريبة۔

مسافت تقریبی یہ ہے کہ انحراف عن القبلا اس طرح ہو کہ
جہت کعبہ سے مقابل بالکلہ تخم نہ ہو اور مقابلہ بحسب
مسافت بیدہ کی صورت میں ہو کہ وہ اسٹے انحراف سے
علم نہیں ہوتا جتنے سے مسافت قریبہ میں مقابلہ ہو تو
تخم ہو جاتا ہے۔ (د)

معراج الدرایہ و فتح القدر و علیہ شرح غیرہ و بحر شرح کنز و غلوی غیرہ و غیرہ میں ہے :
در تفاوت ذلك بحسب تفاوت البعد و تبقي
المسافة مع انتقال مناسب لذلك البعد
انحراف جہت کے اعتبار سے متفاوت ہوتا
ہے اور اس جہد کے مناسب انتقال کے ساتھ
مسافت (دست) باقی رہتی ہے۔ (د)

فتویٰ میں جہاتِ ہدایہ سے استناد کے لئے یہ ثبوت دینا کہ مکہ معظمہ سے علی گڑھ کو یہ ہزاروں میل کا بعد فقط
مغرب سے تیس گز انحراف کی گناہی نہیں رکھتا اتنا تفاوت جہت سے باہرے جائے گا کہ اس ثبوت کے ذکر جہات
محض غلط حرام ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ جہاتِ مستدلی کے لئے صرف نامفیدی نہیں بلکہ صاف مضر ہے اہم
عنقریب بعونہ تعالیٰ ثابت کریں گے کہ عید گاہ مذکور ضرور حد و جہت کے اندر ہے۔

سابعا ہمارے بعض علما تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اس باب میں یہاں قیاسات و آلات کا اعتبار
ہی نہیں ، جامع الرموز نے اسی بحث میں لکھا :

منهم من بنى على بعض العلوم
الحكمية الا ان العلامة البخاري قال في
بحث القياس من الكشف ان اهمها بناء
فتوا میں سے بعض نے اس مسئلہ کی بنیاد بعض علوم
تکلیف پر رکھی ہے مگر علامہ بخاری نے کشف الاسرار میں
قیاس کی بحث کے تحت لکھا ہے کہ ہمارے علمائے

لہر یستجروہ وبہ یشرع کلام قاضی خان آہ
 وایدک فی التہر یا علیہ اطلاق المتون
 اور وسدہ فی سہ المعتاد قائلہ اور فی المتون
 ما یدل علی عدم اعتبار ہا ولنا تعلیم
 ما نہتدی بہ علی القبلۃ من النجوم وقال
 تعالیٰ والنجوم لتہتدوا بہا الا واستظهر
 ان الخلاف فی عدم اعتبار ہا انما ہو عند
 وجود المعاریب القدیمة اذ لا یجوز التحری
 معها کما قد منالہ لئلا یلزم تخطئة السلف
 النہالہ وجہا ہدایہ المصلین بخلاف ما اذا
 کان فی المفاہرۃ فینبغی وجوب اعتبار النجوم
 ونحوہا فی المفاہرۃ التحریج علانہ وغیرہم
 یکنہا علامۃ معتبرۃ فینبغی الاعتداد فی
 اوقات الصلاۃ فی القبلۃ علی ما ذکر العلماء
 الثقات فی کتب المواقیت وعلی ما وضعوا لہا
 من الالات کالمرجع والاصطلاح لاب فانہا ان لم
 یفقد البقیۃ تغید غلبۃ الظن لعلالہ بہا
 وغلبۃ الظن کافیۃ فی ذلك

اس کا اعتبار نہیں کیا، قاضی خان کی گفتگو بھی اسی طرف
 رہنے کی کرتی ہے اور ہمیں اس کی تائیدوں کی ہے کہ اس
 پر متون کا اطلاق ہے اور روالہ میں یہ کہتے ہوئے
 اس کا رد کیا کہ میں نے متون میں ایسی کوئی دلیل نہیں دیکھی
 جو ان کے عدم اعتبار پر دال ہو، حالانکہ ہم پر اس چیز کا
 قلم ہے جس کا ساتھ ستاروں کے ذریعے ہم قبلہ پر رہائی حاصل
 کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی دلیل ہے والہم
 لتہتدوا بہا الا (اس نے ستارے اس نے بنائے
 تاکہ تم ان سے رہائی حاصل کرو) اس سے ظاہر کیا
 کہ ان کے عدم اعتبار میں اختلاف اس صورت میں ہے
 جب وہ ان قدیم غرائب موجود ہوں کیونکہ ان کے ہوتے
 ہوئے تو ہی جائز نہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے، تاکہ
 سلف صالحین اور پیغمبر مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا
 لازم نہ آئے، بخلاف اس صورت کے جب مصلحت ہو
 ویرانی ہوگی میں ہو تو وہ ان ستاروں وغیرہ کا اعتبار
 ضروری ہے کیونکہ ہمارے علماء وغیرہم نے ان چیزوں کے
 علامت معتبرہ ہونے پر تصریح کی ہے لہذا اوقات نماز
 اور تعیین قبلہ کے متعلق فقہ علماء کے کتب مواقیت میں

۱۳۰/۱

۳۶۵/۱

مطبوعہ گنبد قافوس ایران

مصحف الباقی مصر

فصل شروط الصلۃ

سئلہ رد المحتار بحوالہ النہر بمبحث فی استقبال القبلة

سئلہ

اقول وہو کلام نفیس واین تحریر

جزاؤں لایکا دیو جیم الی اشارۃ علم من اظہر
الغالب المحاصل بتلك القواعد ولو لا ممکن
اطوال البلاد وعمر ووضها فی امر تعین القبلة
وصحال الظنون فی اکثرها لکان ما یحصل
بہا قطعیا لا صانع لریبہ فیہ بل لو حقت
لافتیت جبل المحاریب المنصوبۃ بعد الصحابة
والتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انما یفتت بناؤ
على تلك القواعد وعليها استست لها القواعد
فکیف یحصل اعتقاد تلك المحاریب دون
الذی بنیت علیہ نعم عند التعارض ترجح
القدیم خلافا لثابت فعیۃ لئلا یلزم تخطئة
السلف الصالح وجماعہ المصلحین کما
ذکرنا الشامی وخیرہ ولان علم الجعیم اقوی
من علم الامداد والسلف مزینة جليلة علی
الخلق ولریبما یخطئ النظر فی استعمال القواعد
والآلات کما هو مرئی مشاہد فهو ادنی بالخطا
منہم ولذا اقال فی الفتاوی الخیرية واما
الاجتهاد فیہا ای فی محاریب المسلمین بالنسبة
الی الجہۃ فلا یمیز حیث سلمت من الطعن
لانہا لم تنصب الا بجمہور جمیع المسلمین
اہل معرفۃ بسمت الکواکب والادلة الجبری
ذلک مجروح الخیر فتقصد

اقول (میں کہتا ہوں) یہ نفیس گفتار ہے

علم کے کسی پہلو کو نہ چھوٹے والے بے اصل اندازے کران
آلات سے حاصل ثبوتی غالب سے کیا قلعین اگر تعین
قبلہ کے مسائل میں طول البلد اور عرض البلد اور ان کے
اکثر مسائل میں غل کا دخل نہ ہوتا تو ان آلات سے
حاصل شدہ علم قطعی ہوتا جس میں شک کی گنجائش نہ
ہوتی۔ بلکہ اگر تحقیق کرے تو تجھے معلوم ہوگا کہ وہ بڑے
بڑے محراب جو صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
بعد بنائے گئے وہ انہی قواعد کی بنا پر بنائے گئے ہیں
اور انہی ضوابط پر ان مساجد کے ستون بنائے گئے ،
تو یہ کیسے درست ہوگا کہ ان محرابوں پر تو اعتماد کیا جائے
مگر ان قواعد پر نہ کیا جائے جس کی بنا پر وہ محراب
معرض ہو رہے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ
ہم ان قواعد و محراب قدیم میں قمار عرض ہوگا وہاں محراب
قدیم کو ترجیح ہوگی بخلاف شامی کے تاکہ سلف صالحین اور
جمہور مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا لازم نہ آئے کیساکہ
امام شامی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے
کہ جماعت کا علم احادیث کے علم سے زیادہ قوی ہوتا ہے
اور سلف کو غلط پرہ انہی فضیلت حاصل ہے نیز بعض فقہ
استعمال قواعد و آلات میں نظر سے خطابی ہو جاتی
ہے جیسا کہ مشاہدہ خطبہ میں آیا ہے لہذا اعداد کا
خالل ہونا جماعت کے خالی ہونے سے زیادہ قریب
ہے، اسی لئے فتاویٰ خیرہ میں کہا کہ جہت قبلہ کچھ تعین

تلك المحاسن^۱۔
 کے معاملہ میں مسلمانوں کے قدیم محرابوں میں اجتہاد اور
 غور و فکر اس لئے جائز نہیں تاکہ طعن سے محفوظ رہا جاسکے کیونکہ یہ محراب مسلمانوں کی ان جماعتوں نے قائم کئے ہیں
 جو کواکب کی سمت اور دلائل کی معرفت رکھتی تھیں، تو چونکہ خیر و بھلائی اسی میں ہے لہذا ان محرابوں کی تعمید
 کی جاتے آہ (د)

اقول وہ ظہران الحکم لا یختص
 بالغا ذ فانهم انما صہوا فی الامصار بنا لا علی
 تلك الادلة لاجرم ان قال العلامة البیہندی
 فی شرح النقایۃ ان اصرا القبلة انما یتحقق بقواعد
 الهندسة والغاب بان یعرف بعد مكة عن
 خط الاستواء وعن طرف المغرب ثم بعد البند
 المعروف کذلک ثم یقاس بکذلک القواعد
 لتتحقق سمت القبلة ونحوہ قد حققنا
 بکذلک القواعد سمت قبلة هر اة الی اخر ما سیاتی
 ونفکہ الفات فی حاشیہ معراج علیہ۔
 سمت یونہی ثابت کر چکے ہیں آخر تک جس کا بیان آئیگا اور اس کو معاصرہ قتال نے اپنے حاشیہ میں ثابت رکھتے ہوئے
 نقل کیا ہے۔ (د)

اور آتا تو اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد مدینہ سے بنی ہو اور اہل علم و عامر مسلمان اس میں بڑے کثیر نمازیں پڑھتے رہے
 ہوں جیسا کہ عید گاہ مذکور کی نسبت سوال میں مسطور ہے اگر کوئی فلسفی اپنے آلات و قیاسات کی مدد سے اُس میں شک
 ڈالنا چاہے اُس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا کہ صد ہا سال سے علماء و سائر مسلمان کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت
 بات ہے، بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیل قبلہ ہیں جس کے بعد تحری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی
 شرعاً اجازت نہیں، ایسی تشکیک بعض مدعیین ہیئت سے بعض محرمات نصب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں
 بھی پیش کی حالانکہ بالیقین صحابہ کرام کا علم زاد تھا اُس کے بعد فلسفی ادعا کا سستا بھی مبالغہ نہیں، ان تحقیق معلوم ہو

کہ فلاں محراب کسی جاہل نادان وقت نے پونہی جو اتفاقاً قائم کر دی ہے تو البتہ اس پر اعتماد نہ ہوگا۔ علامہ خیر الدین دہلوی استاد صاحب دُرر مختار رحمہ اللہ تعالیٰ فتاویٰ خیرہ میں فرماتے ہیں :

نحن على علم بان الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين لم يتركوا من غيرهم فاذا علمنا انهم وضعوا محرابا لايامهم من هودودهم واذا علمنا ان محرابا قطع من غيرهم بغير علم ولا اعتماد ، واذا لم نعرف شيئا علمنا كثرة المسامين و توالف المصلين على مرور السنين علمنا بالظاهر وهو الصحة .

ہم یقین ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیگر تمام افراد اہمیت سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ یہ محراب صحابہ نے قائم کئے ہیں تو ان کے مقابل کسی دوسرے کی بات کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا (لہذا اس محراب پر اعتماد کیا جائے گا) اور جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ صحابہ کے علاوہ کسی جاہل نادان وقت نے یہ محراب بنائی ہے تو اس پر ہم اعتماد نہیں کریں گے، اور اگر کسی محراب کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات نہ ہوں صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہاں کئی سالوں سے کثیر راہ گیر اور نمازی مسلسل نماز پڑھ رہے ہیں تو ہم اسی ظاہر صورت پر عمل کریں گے اور یہی وجہت ہے (ت)

اُسی میں ہے :

مذهب الحنفية يعمل بالمحارب المذكورة ولا يلتفت للطعن المذكور .

احناف کا مسلک یہی ہے کہ ان محارب مذکورہ پر عمل پیرا ہوں اور مخالفین کے طعن و اعتراض مذکور کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ (ت)

اُسی میں ہے :

نهاية الفتن المذكورة ان يطعن بالانحراف اليسير الذي لا يجاوز الحسد المذكور وهو على تقدير صدقه لا يمنع الجواز لهذا قال الشارح

قول فتن (ماہر فتنیات) مذکور کی نہایت یہ ہے کہ وہ اس قحطہ سے انحراف کے ساتھ جو مذکور سے شبہ نہ نہ کرتا ہو طعن و اعتراض، کرنا محال اگر اس کا یہ قول سچا ہی ہو تاہم جواز نماز کے متناہی نہیں اس لئے شارح

الزبانی لا یجوز التحریص مع المحاسن

امام زینبی نے فرمایا محاربہ کے ہوتے ہوئے اجتہاد اور
غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ (ت)

اسی میں ہے:

الکلام فی تحقیق ذلک لا یغنی الانحراف الکثیر
ولا یقنع علی وجه الیقین مع البعد باخمس
المیقانی حکم لا یخفی عند الفقہاء

علیہ میں ہے:

المحارب فی حق المصلی قد صاس کعین
الکعبۃ ولہذا لا یجوز فی شخص ان یجتہد
فی المحاسن یا لک ان تنظر الی صایق
ان قبلۃ الاموی دمشق واکثر مساجدھا
الشیعۃ علی سمت قبلۃ فیما بعض الاحرار
الذلا ملک ان قبلۃ الاموی من حیث
المصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ومن مصلی
منہم الیہا وکذا من بعدہم اھلہ و
لوثی من فکی لا ندری هل اصحاب امر
اخطأ بل ذلک یرجعہم خطا لا دکل خیر من
اتباع من سلف

لیکن کلام انحراف کثیر کی تحقیق کے بارے میں ہے اور یہ
بات بُد کی صورت میں ماہر فلکیات کی رائے سے فقہانی طور
پر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ فقہاء پر مخفی نہیں (ت)

غازی کے لئے حراب میں کعبہ کی طرح ہے اسی لئے کسی
شخص کو رو انہیں کہ وہ محارب میں اجتہاد یا طور و فکر کرے
اس بات سے تو دور رہو کہہا جاتا ہے کہ جامع اموی
دمشق اور اسکی اکثر دیگر مساجد اسکی سمت پر بنائی گئی ہیں
ان کی سمت قبلہ کچھ مخوف ہے کہ کعبہ جامع اموی کے قبلہ
کا نہیں اس وقت سے نوا ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نے اس مقام کو فتح کیا تھا صلابہ کلام خود بھی اسی
دفعہ نماز ادا کرتے رہے اور ان سے بعد کے لوگ بھی اور
وہ حضرات اس فکی سے زیادہ عالم اور ثقہ تھے اس
فکی کے بارے میں ہمیں کیا معلوم کہ اس کی رائے درست
ہے یا غلط بلکہ اس کا خالی ہونا ہی رائج ہے اور تمام
غیر اسلاف کی اتباع میں ہے۔ (ت)

پھر علماء کے یہ ارشادات اس کے بارے میں تھے جو فی ہیأت کا ماہر کمال عالم فاضل فقہ عادل جو یہ
نئی روشنی والے نہ فقر سے مس نہ ہیأت سے خبر کار دین و دیانت کا حال رہے جسکی ترہائی کی بات کیا قابل انتقادات،

۱/۷	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	کتاب النجوم	سہ فتاویٰ خیریت
۱/۹			سہ
			سہ ملیۃ الحلی شرح نیرۃ المصلی

ان کی حیات دانی اس اراضی سے پیدا ہے کہ قطب شمالی شانہ راست سے جانب پشت مائل ہونے کو مایل
انحراف بتایا اور دیوار توڑ ٹھیک محاذات قطب میں بنانا چاہتے ہیں، علم حیات میں اور اک سمت قبلہ کے لئے دو طریقے
ہیں ایک تقریبی کہ عامہ کتب متداولہ میں مذکور، دوسرا تحقیقی کہ ریجات میں مسطور۔ یہاں سے واضح کہ یہ حضرات ان
دو فرقوں سے ہجرت، ائمہ طریقہ تقریبی جانتے ان پر فرض نہ ہونے کے واسطے کہ اس کی رو سے سمت قبلہ علی گڑھ نکالیں تو ضرور
قطب شمالی شانہ راست سے جانب پشت ہی پھر رہے گا کہ اس طریقہ پر علی گڑھ کا خط قبلہ نقطہ مغرب سے ساڑھے دس
درجے جانب جنوب جھکا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ نقطہ مغرب کی طرف مڑ کر کے قطب محاذات شانہ رہتا ہے کہ مغرب سے
دس درجے جنوب کو پھر سے قطب مذکور جانب پشت میں کر لے گا، اور اگر طریقہ تحقیقی سے آگاہ ہوتے ہرگز دیوار
جدید محاذی قطب بنائی نہ چاہتے کہ طریق تحقیقی میں بھی خط قبلہ علی گڑھ نقطہ مغرب سے جنوب ہی کو مائل ہے اگرچہ نہ اتنا
کہ طریق تقریبی میں تمام دونوں طریق تقریب و تحقیق ای شانہ اندہ آخر کلام میں ذکر کریں گے۔

شاہنا محاذات قطب پارسا بھی ان صاحبوں کے خیال میں ملائے اسوہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے
بھی کا نشانہ گران کے خیال میں ہوتا ہے کہ کھانا فرض نہ کرتے، نماز اقدس صواب کلام ہر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
الصلوة والسلام سے غیر مکی کیلئے بہت کعبہ قبلہ قرآنی ہے اصابت عین کی ہرگز تکلیف نہیں و لہذا اصحاب و تابعین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عام متعارف مذکور کے سے ایک دو قبلہ قرار دیا۔ حدیث کے واسطے باتحاج اور شاد
دولت اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خاندان خاری علیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ نے میں الشرق و المغرب قبلہ مقرر فرمایا
اگر کوام نے بتایا، تہرقد، نقت، تہذیب، مرو، مرقس وغیرہ کا قبلہ مسقط رأس المغرب بنیادیت المقدس، حلب،
دشمن، رند، نابلس وغیرہ تمام ملک شہم کا قبلہ ستارہ قطب کو پس پشت لینا ٹھہرایا۔ کوفہ، بغداد، ہمدان، اقربون،
طبرستان، جرمای وغیرہ میں نہر شاہی ملک قطب کو دہنے کا ہی کے چیلے ملک عراق میں سید سے دو این، شاسنہ،
ملک قمری بائیں کندہ، ملک جن میں منہ کے سامنے بائیں کو ہٹا ہوا فرمایا۔ امام فقیہ ابو جعفر حنفی دانی نے بغداد
مقدس و بخارا شریف کا قبلہ ایک بتایا۔ علما نے قرآن و تہرقد وغیرہ بلاد شرقیہ کے لئے جن میں ہندوستان بھی
داخل جن المغربی قبلہ ٹھہرایا۔ امام اہل فقیہ الغنی قاسمی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے
در بابہ قبلہ جو قول نقل فرمایا، بنات الغنی صفری کو جس کی نقش کا سب سے روشن ستارہ قطب ہے دہنے کا ہی
پرے کہ قہر سے بائیں کو پھر نہ ستارہ قطب کو سید سے دو این، کانی کے چیلے نیزہ مسقط رأس المغرب کی طرف مڑ
کرنا، آفتاب جب بڑھ جویز میں ہو آخر وقت غمر میں اُس کی سمت دیکھ کر لوگ نماز مسقط نہ سرکارہ واقع کے دریابی
جن المغربین کے واسطے سے دو ٹکٹ دہنے ایک بائیں کو رکھنا۔ اور فرمایا کہ یہ سب اقوال باہم قریب ہیں، یہ تمام احکام
کا جنی وہی ہے کہ اعتبار رحمت میں بڑی رحمت ہے فلسفی بجا آواز کا پشاور، خیوات کا پشتار، کھول کر بیٹھے تو ہرگز

ز انہی شہروں کا قبلہ ایک پاسکتا ہے نہ کہ ہر ایک ایک سمت ٹھہرا سکتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ یہ دین تدقیق اہل کتاب پر مبنی نہیں یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین صحیح ہے والحمد للہ رب العالمین قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما اُمیت لاکتیب ولانکتیب (تمام خوبیاں اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پاسنے والا ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انکی آمت ہیں نہ کچھ ہیں نہ حساب رکھتے ہیں۔ مت) فتاویٰ ثنائیہ میں ہے،

جست کجہ دلیل کے ذریعہ پہچانی جاسکتی ہے اور دلیل شہروں اور دیہاتوں میں وہ محراب ہیں جو صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انجمن میں قائم کئے، صحابہ نے جب عراق کا علاقہ فتح کیا تو انہوں نے وہاں کے دروں کو لئے مشرق و مغرب کے درمیان جست کجہ مقرر کی اس لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عراقی مغرب کو اپنی دائیں طرف اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کرے۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی اتباع میں کہا ہے جس میں ہے کہ جب تم مغرب کو اپنی دائیں اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے تو ان کے درمیان اہل عراق کا قبلہ ہے۔ اور جب صحابہ نے طرابلس فتح کیا تو وہاں کے کچھ دانوں کے لئے قبلہ موسم گرما کے مغرب اور موسم سرما کے مغرب کے درمیان قرار دیا۔ پس ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ طبرستان سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے اپنی رائے کے لئے قبلہ کا تعیین کرتے ہوئے

جنت الکعبہ تعریف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری الصحار یب التی تصبہا الصحابة والتابعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم فحین فتحوا العراق جعلوا قبلۃ اہلہا بیت المشرق والمغرب لذلک قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کامن بالعراق جعل المغرب عن یمنہ والمشرق عن یسارہ وھکذا قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وانا قال ذلک نقول حین یغیب اللہ تعالیٰ عنہ اذا جعلت المغرب عن یمنیہ و المشرق عن یسارہ فباینہما قبلۃ لاهل العراق وھین فتح حراسان جعلوا قبلۃ اہلہا ما بین مغرب انصیف ومغرب الشتاء فھینا اتبہم وھین اتب یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ امہ قال فی قبلۃ اہل السری اجعل الجبۃ علی منکبک حہ بقسم الجبہ وفتح الد لہ وفتح ید الیاء ای جند فی المرق قد اسم النہج الثاقب المسایم فی آخر النہج الصغری ۱۲ الخلامۃ حامد جبار رحمہ اللہ تعالیٰ

الایمن وأختلف المشايخ رحمهم الله تعالى فيما سوى ذلك من الأعمار . قال بعضهم إذا جعلت بنات نعتن الصغرى عنى اذ لك اليمى يمينك وانحرقت قليلا الى شمالك فذلك القبلة ، وقال بعضهم اذا جعلت المجدى خلف اذ لك اليمى فذلك القبلة وعن عبد الله المبارك والى عطيم والى معاذ وسلم بن صالح وعف ابن يونس رحمهم الله تعالى انفسهم قالوا قبلت العقب وعقب بعضهم اذا كانت الشمس فى برج الجوزاء ففى آخر وقت الظهر اذا استقبلت الشمس بوجهك فذلك القبلة وعقب بقبه الى جعفر رحمه الله تعالى انه قال اذا قبلت مستقبل الغارب فالنورا واقه بسقوطه يكون بعدا منكبت الایمن والنورا اذا سقطت فى وجهك بعدا عنك اليمى فالقبلة ما بينهما ، قال قبلت بجراهم على قبلت ، وعن القاضى الامام صدر الاسلام قالى القبلة ما بين الترسين ، وعن الشيخ الامام ابى منصور لما تری رجلا الله تعالى انظر الى مغرب الشمس فى اطلال ايام السنة ثم فى اقصاها ايام السنة ومع الترسين عن يمينك والشك من يسارك والقبلة عند ذلك وتحدد الاقاييل لعصب قريب من بعض الامم محضوا .

فرمایا ، جدى (دستار) کو اپنے بائیں کانڈھے پر کرو۔ ان کے علاوہ دیگر شہروں کے ہاں میں مشائخ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جب بنات فہش صغریٰ کو اپنے دائیں کان پر کرتے چکے توڑا سا پتہ بائیں طرف پھر جاؤ یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ جدى (دستار) کو جب اپنے بائیں کان کے نیچے کرے تو یہی قبلہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک ابو سعید مایہ موافق سلم بن اودل بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہاں قبلہ عقب (مستند) ہے اور بعض کا کہنا یہ ہے کہ سورج بروج جڑا میں ہو تو ظہر کے آخری وقت میں جب سورج کی طرف اپنے چہرے کو پھیرے تو یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور فقیر ابو جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تیرہ مہاسب کے سامنے کی طرف کرو تو نسوا واقع تمہارے دائیں کانڈھے کے برابر اور نسر طائر چہرے میں گھسادی دائیں آنکھ کے مقابل ہو گا جو ان کے درمیان ہو وہ قبلہ ہے ، فرمایا اور تمہارا قبلہ ہمارے ہی قبلہ پر ہے۔ اور امام قاضی صدر الاسلام کا قول ہے کہ قبلہ دونوں نسرین کے درمیان ہے۔ شیخ الاسلام ابو منصور ہاتھ تیری ناک سے تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم سال کے بڑے دنوں میں سورج کے مغرب کی طرف دیکھو اسی طرح سال کے چھوٹے دنوں میں دیکھو پھر اپنی دائیں جانب سے دو تہائی اور بائیں جانب سے ایک تہائی چھوڑ دو تو یہ سمت قبلہ ہے۔ یہ تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں حاشیہ آیت

مواقع الدیور و فتح القدر و غیر میں ہے،

ولذا اوضح العلماء قبلۃ بلد و بلدین و بلاد
على سمت واحد فحصلوا قبلۃ بخاریک و
سمی قند و نسفت و ترمذ و بلخ و مرو و
مرخص موضع الغریب اذا كانت الشمس
في آخر المیزان و اول العقرب کما اتفقته
الدلائل الموصوغة لمصلحة القبلة و لم
یخرجوا لكل بلد سمتا لبقاء المقابلة و التوجه
في ذلك القدر و نحوها من المسافة۔

بیتہ و غیر و بحر و دالہ و غیر ہا میں ہے،

الجنی اذا جعله الواقع خلفه انہ الیسری
کان مستقبل قبلۃ ان کان بناحية الکوفة
و یقعد اذ وھما ان وقتین وھما سائمت و
جرجان و ما والاھما فی ہر الشاش و یجعلہ
من یصھر علی عاتقہ الیسر و من بالعرف
علی عاتقہ الایمن و بالیمن قبالة المستقبل
ھما یلی جانبہ الیسر و بالشام و داقت۔

قنادی غیرہ میں ہے،

و ذکر بعضھم ان اقوی الادلۃ القطب فیجعلہ
من بالشام و داقت و الموصلة و نابلس

اسی نے ملانے ایک شہر، دو شہر یکہ متعدد شہروں کا
قبلہ ایک ہی سمت مقرر کیا ہے مثلاً بخارا، سمرقند،
نسفت، ترمذ، بلخ، مرو، مرخص کا قبلہ موضع غریب
(مستطرا اس العقرب) قرار دیا جبکہ شمس آخر میزان
اور اول مقرب میں ہو جیسا کہ معرفت قبلہ کے لئے وضع کر
دہائی اسی کا تعاضد کرتے ہیں اور ہر شہر کے لئے الگ الگ
سمت مقرر نہ کی کیونکہ اس قدر اور اسی جیسی مسافت
میں مقابلہ اور توہمال اکبرہ پائی رہتی ہے۔ (ت)

جب کراہی نے والا جہدی (قطب ستارہ) کو اپنے دائیں
کمان کے پیچے کر لے تو اب اس کے سامنے جہت قبلہ ہے
ازدھ کو، قند، جرجان، قزوين، طر شانی، جرجان اور
اس کے قرب و جوار شہر شاش تک کے علاقے میں
رہنے والا ہو (تمام مفاہی قی کا قبلہ یہی ہے) مغرب میں رہنے
والا جہدی (ستارہ قطب) اپنے بائیں کاندھے پر کرے،
عراقی دائیں کاندھے پر کرے، یعنی اپنے سامنے کی اس
جانب کرے جو بائیں جانب سے متصل ہے اور شامی
اپنے پیچے کی طرف کرے۔ (ت)

بعض ملانے فرمایا کہ سب سے قوی دلیل قطب ستارہ
ہے تو اہل شام اسے پشت کی طرف کریں، رطل، نابلس،

۲۳۵/۱

۲۸۵/۱

مطبوعہ قادیانہ سنہ ۱۳۵۰ھ

ایک ایم سید گنجی کراچی

باب شروط الصلوة

۔ ۔ ۔

سہ فتح القدر

سکے البحر الرائق

و بیت المقدس من جملة الشام کد مشق
و حلب و جوز لکل الاعتماد علی القطب
و جعله متعلقه و لابد فی ذلک من نوع
انحراف لاهل ناحیة منها لکنه لا یغیر
کما قرون ۱۱۱۱

بیت المقدس سب حک شام کے تھے ہیں جیسا کہ دمشق
اور حلب اور ان کے بعض حضرات ان تمام کے لئے
قطب ستارے پر اعتماد کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہاں
کے رہنے والے اسے اپنے جیسے کر کے لاکر اس صورت
میں یہاں سے ایک جانب بننے والوں کیلئے گزرنے

انحراف ضرور لازم آئے، لیکن یہ انحراف نقصان دہ نہیں جیسے کہ ہم اس کو بیان کر آئے۔ (ت)
اسی حکم کی بنا پر ہندوستان میں ستارہ قطب اپنے شانے پر لیا گیا ہے اور قدیم سے عام مساجد اسی
سمت پر نہیں کہیں المغرب کی اوسط مغرب اعتدالی تھا اور اس کی طرف تو ہمیں قطب سیدھے ہی شانے پر ہوتا ہے
اور اُس کی پہچان آسان اور اُس میں انحراف بقدر قدر سے انحراف مغرب نہیں و لہذا اسی پر قیال ہوا یہ دریاں
سیات گجے کو عام بلاد ہندیہ شاید خاص ملے گزرد کا یہی بقدر تحقیق ہے حالانکہ وہ محض ناواقفی ہے۔ ہندوستان آٹھ درج
عرض شمالی سے تکتیش درجے تک آباد ہے اور طولی شرقی چھ یا ست درجے سے آٹھ گجے تک۔ یہ بھی ہندوستان
کی خوش نصیبی ہے ۶۶ درجہ اسم جلاوت اللہ کے اور ۹۲ نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلاوت و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔ ہم نے اپنے رسالہ کشف العلة عن سمت قطب ۱۱۱۱ میں براہیہ ہندو سید سے
ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی جزیرہ سرزمین و غیرہ سے تکتیش درجے پر تکتیش درجے عرض تک جتنے بلاد ہیں جن
میں در اس، طار، بمبئی، حیدر آباد کا علاقہ و غیرہ داخل ہیں، سب کا قبلہ فقط مغرب سے شمالی کو جھکا ہوا ہے
ستارہ قطب اپنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہو گا اور انتہائی درجہ عرض سے اخیر شمالی ہند تک
جس میں دہلی، بریلی، مراد آباد، میرٹھ، پنجاب، بلوچستان، کشمیر، تھل، کشمیر، کشمیر و غیرہ داخل ہیں سب
کا قبلہ جنوب کو جھکا ہوا ہے، قطب سیدھے کندھے سے پشت کی طرف میلان کرے گا۔ دہلی کی نو سے یہ عام حکم
ساڑھے تکتیش درجے سے ہوتا تھا مگر ۲۸ کے بعد سے ۳۴ تک عدم انحراف کے لئے جتنا طول در کا ہے ہندوستان
اُس طول عرض پر آبادی نہیں ۲۸ سے ۳۴ سے ۴۰ تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں ان میں کسی کا قبلہ مغربی جنوبی کسی کا خاص
نقطہ مغرب کی طرف، ملے گزرد اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبلہ جنوب کو مائل ہے۔ ہم نے اُس رسالے میں عرض الاول سے

عن ہذا ساقط ۱۱۲ الطلعة حامد و صانہ اللہ تعالیٰ
یہاں کہ حجابات ساقط ہو گئی اور مراد ستارہ شمالی تعالیٰ ت

عرض الگو یا تکب ایک، ایک دقیقه کے واسطے سے ایک خبر ولی دی ہے کہ اتنے عرض چوب اتنا طول ہو تو قبلہ ٹھیکہ معرب
اعتدال کی طرف ہوگا اس کے واسطے سے واضح ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں کتنے شہروں کا تحقیقی قبلہ اس حکم مشہور کے مطابق
ہے یا نہیں عام علم رائے کسی حکم واحد پر ہے اور کہ مفسر نہیں کہ حدود شرع سے باہر نہیں، بالکل یہ ناواقف لوگ اگر سمت حقیقی
چاہتے ہیں تو محاذات قطب چاہنا باطل اور جہت پر قانع ہیں تو جہت اب بھی حاصل، بہر حال مسجد شہید کرنے کی فرضیت
باطل، اُس میں ماز کی تحریر کی نسبت باطل۔ عرض اُس سے معنی خود سے کی جہات کہاں تک گئے ہم اصل حکم شرع
توفیق اللہ تعالیٰ واضح کریں کہ عید گاہ نہ کہ ضرر و حدود شرع کے اندر ہے اس کا بیان چند اقادوں پر وقت، فاقول
و عاتقہ حق الا با اللہ علیہ قوتک و الیہ انیب (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اسی پر بھروسہ اور
اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ ت۔)

افادۃ اولیٰ: جہت قبلہ کی حد کیا ہے کہ جب اس سے باہر جہت سے باہر ہو، اس بارے میں
مہارت علماء متعدد وجہ پر پائی گئیں۔

اول جب مشرق مغرب نہ ہیں جہت نہ ملے گی فتح القدر و بحر اراقی و غیرہ و طغای و رد المحتار وغیرہ
کتب کثیرہ میں یہاں اور نیز مسئلہ اقتدار بالشافعی میں ہے۔

الانحراف المفسد ان یجوز المشرق الی
المغرب و فی الخیر و بعد ما قد مننا
عنه فی الامراء السابغ و عند تحقیق الخطأ
شال الخطأ و هو فی اختلاف الجهة بحیث
یکون متجاوزا للمشرق الی المغرب۔

مطہرہ کا، انحراف جہت مشرق سے مغرب کی طرف متجاوز
ہو۔ اور فتاویٰ خیر میں اس گفتگو کے بعد جو پہلے یاد آئے
میں بیان کر چکے، ہے۔ جب بھی غلطی کا تحقیقی ثبوت
ملے تو یہ کہہ دیا گیا یعنی کوئی اشکال نہ رہا، وہ یہ ہے کہ
جہت کبر قلعہ پر جاتی ہے جب مشرق و مغرب سے
متجاوز ہوں زمین مشرق مغرب بدل جائیں۔ (ت۔)

اور اس کی تائید انس حدیث سے کی گئی کہ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ترمذی نے
کامیاب صحیح ہے حاکم نے کہا بشرط بخاری و مسلم صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہا بین المشرق
و المغرب قبلۃ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ امام مالک، عطاء اور ابو جابر ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق مصنفات

سلہ البحر الرائق باب شروط الصلوۃ مطہرہ ایچ ایم سید کمپنی کراچی ۲۸۵/۱
سلہ فتاویٰ خیرۃ کتاب الصلوۃ دار المعرفۃ بیروت ۹/۱
سلہ جامع الترمذی باب ما جاز ان یمن المشرق و المغرب قبلہ مطہرہ امین کمپنی دہلی ۳۶/۱

اور بہت سی سنن در راہ الباس اہم اپنے خبر جدید میں راوی امیر المؤمنین فاروقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اعمامین
المشرق والمغرب قبلۃ (مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ ت) جامع ترمذی میں یہ قول متعدد صحابہ کرام
مثلاً امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی جو نایابان کیا اور
کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،

اذا جعلت المغرب عن یمنک والمشرق عن
یسارک فما بینہما قبلۃ اذا استقبلت القبلة۔
جب تو مغرب کو اپنے بائیں طرف اور مشرق کو اپنی
پائیں طرف دونوں کے اندر قبلہ ہے، اس وقت تو قبلہ
بولیا۔

اقول جابر مذکورہ علمائے کرام سے ظاہر ہے کہ جب تک منہ کرنے کے عوض منہ کرنا نہ ہو کہ قبلہ
مغرب کو ہے یہ مشرق کو منہ کرے یا بالعکس، اُس وقت تک استقبال فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر مغربی قبلہ والا
جنوب یا شمال کو منہ کرے کھڑا ہو یعنی کعبہ کو ٹھیک دہنی یا بائیں کرہٹ پر سے قربت ہو تو باقی رہی اور یہی ہر الفساد
ہے پہلو کو منہ کر کوئی منہ کرنا نہ گناہ قوی و جہلک (پس اپنا چہرہ اقدس پھیرے۔ ت) کے عوض وَلَّیْ جَنْبَکَ (اپنا
پہلو مبارک پھیرے۔ ت) رہے گا اور وہ مالا حرام باطل ہے لہذا قول تفسیر یہ اذا تباہت اوتیا سیرت جوسنن
(اگر دائیں یا بائیں چوکیا تو جابر سے۔ ت) کی تاویل کی طرف درختار میں شاہ فرمایا وہ اختیار میں اس کی شرع کی،
الیس المراد منه ان یجعل الکعبۃ عن یمنہ یعنی اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ کعبہ کو دائیں یا بائیں کرے
اولیٰ مراد اذا لاشک حیث نشأ فی خروجه عن
انجهت بالکلیۃ بل المراد الاستقبال عن عین
الکعبۃ الی الیمین او یسار ام مخلصاً۔
کیونکہ اس صورت میں وہ بلا شک جہت کعبہ سے
تخلی جاسکتے گا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ عین کعبہ سے
دائیں یا بائیں طرف متقل جہتاً (ت)

اگرچہ یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ اپنے بیان کے نفاذ اور جہات اور بعد کے اعتبار سے اسی بلد کے دو نصف کے جائیں، قبلہ
اگر وہاں سے جنوب یا شمال کو ہے (جیسے حدیث طیبہ کہ اس کا قبلہ میزاب رحمت ہے) تو جنوبی شمالی دونوں اگر مشرق یا
غرب کو ہے (جیسے ہندوستان میں کہ اُس کا قبلہ باب کعبہ و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے) تو مشرقی غربی

۱/۲	مطبوعہ دار ماوراء النہر	کتاب الصلوٰۃ	سنن الکبریٰ
۴۹/۱	مطبوعہ امین کمپنی دہلی	باب ما جاء فی بین الشرق والمغرب قبلۃ	سنن جامع الترمذی
۲۱۵/۱	مطبوعہ مطبعہ البانی مصر	مبحث فی استقبال القبلة	سنن رد المحتار
۳۶۹/۱	" " "	" " "	سنن " "

پھر جس نصف میں کعبہ ہے مصلیٰ اس میں کسی طرف منہ کر کے استقبال ہو جائے گا اور دوسرے نصف کی طرف منہ کیا تو جہت سے کل جائے گاہ پر سے بھی زیادہ ظاہر ملاحظہ



استدہ بقدر میں صحیح مشرقی ہے۔ فرض کرو نقطہ مغرب و نقطہ مشرق ہے تو ب اح میں واقع تو مصلیٰ نقطہ ط کی طرف منہ کرے

مگر قطعاً اس کی پشت کعبہ کرے اور ح کی طرف استقبال کرے تو غائر ہو کر نفع بدل گیا حالانکہ وہ قطعاً استقبال میں ہے بلکہ معنی میں کہ ایک خط مستقیم موضع مصلیٰ و محل کعبہ میں وصل کیا جائے اور دوسرا خط کہ اس پر عمود جو بائیں میں دائرہ افق تک ملا دیا جائے اس عمود سے جراتی مکہ و نصف ہو۔ ثانی میں قبلہ اس حصہ میں ہے جس کے ٹھیک وسط میں کعبہ ہے



پہلی صورت مفروضہ میں تصویر درست یہ ہے پر عمود قوس ح خط ط میں قبلہ سے

ایراد اول ہنوز باقی ہے کہ خط پر نقطہ اور شک نہیں کہ ح ط در کنار ال کی طرف استقبال و لہذا علامت اسے مشکل

کہ اس سے مراد صرف وہ حصہ قوس ہے جس کی طرف قہر میں ہوا ہے کعبہ سے کہ بھی محاذات و مسامتت باقی ہے اگرچہ تقریباً نہ کہ جس نقطہ کو پہرہ منہ کرے۔ ثانی میں ہے،

قوله وفي الغاوي الاغواف المفسدات يتجاوز العشاسق الى المغارب ، كذا نقله في فتح القدير وهو مشكل فان مقتضاه ان الاغواف اذا لم يوصله الى هذا القدر لا يفسد الو -

حلیہ میں فرمایا،

مر قبلہ اهل المسترق المضرب عند نه ش هذا في الذخيرة (المراد ان قال) مشہد (حق) اہل شرق کا قبلہ ہمارے نزدیک مغرب ہے مش (شرح) یہ ذخیرہ میں ہے (آگے چل کر کہا) پھر

النظار ان هذا التماثل فيهما اذا كان التوجه
من المشرق الى المغرب وبالعكس مساويا
لهواء الكعبة اما تحقيقا او تقريرا على
ما ذكرنا على اى وجه كان ذلك التوجه
من احدى الجهات الى الاخرى فتنبيه له
ولا تسمع به ليعصموا به

قائم رہے یہ اس صورت میں درست ہوگا جب توجہ
مشرقی سے جانب مغرب یا بالعکس ہو اسے کعبہ کی
سمت حقیقاً یا تقریباً باقی رہے جیسے کہ ہم نے ذکر کیا یہ
نہیں کہ ہر صورت میں درست ہوگا یعنی جب دونوں
جہتوں میں سے ایک کی آبرو دوسری کی طرف ہو۔ یہ
اس کے لئے تنبیہ ہے اور گویا اس بات پر علم تھا اس لئے
انہوں نے وضاحت نہیں کی۔ (دست)

یہی رد الحار میں اسے موصول کیا کما سیاقی وللعبد الضعیف فی کلام مستعصر فہای شاء اللہ تعالیٰ
(جیسے کہ مختصر آئینکا اور بعد الضعیف کو اس میں کلام ہے جس سے اللہ شہادت تعالیٰ آگاہی ہوگی۔ ت۔
عکس و ہم کہ مراد شہسب میں شہرت والہ رکھا ہے کہ اتنا پھر سکتا ہے جس میں مرنے یعنی وجہ کا کوئی حصہ مقابل
کعبہ منظر رہے وہ مسلح چیزوں میں مقابلہ حضور سے انحراف سے زائل ہو جاتا ہے مگر قوس کا مقابلہ ہے انحراف کی زائلی
نہ ہوگا اور حق بل و حلقہ انسان کا چہرہ مقوس رہا ہے تو سمت تک کوئی حصہ زائلی مقابل رہے گا استقبال یا بالوجہ اصل
رہے گا اور قولہ و جہات المسجید منہجہ (پہنچنا چہرہ، قدس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔ ت)
کا انتقال ہو جائے گا۔

اقول اُس کی وجہ یہ کہ سطح مستوی پر جتنے خط عمود ہوں گے سب کی سمت ایک ہوگی جب اُن میں
ایک مقابلہ سے انحراف ہو اسب معرفت ہو گئے بخلاف قوس کو اُس کے ہر نقطہ کے خط کا اس پر لفظ تماس سے جو عمود
قائم ہوگا بدست رکھے گا تو اُس کا مقابلہ زائلی ہو اور دوسرے کا ہوگا اُس کا نہ رہا اور کا ہوگا یہاں تک کہ قوس ختم ہو جائے۔
مصرع الدرایہ و فتح القدر و زاد الفقیہ و علیہ و تفسیر و البحر الرائق و فتاویٰ خیرہ و در مختار و رد المحتار وغیرہ میں ہے
و هذا الفخذ الاخير ثم اعلم انه ذكر في المصدر
عن شيخه ان جهة الكعبة هي الجانب
الذي اذا توجه اليه الانسان يكون مساويا
للكعبة او هو انما تحقيقا او تقريرا ومعنى

آخری کتاب کے الفاظ یہ ہیں، پھر جان لے کہ مصرع الدرایہ
میں اپنے شیخ سے ذکر کیا ہے کہ جہت کعبہ سے مراد
وہ جانب ہے کہ انسان جب اس کی طرف توجہ کرے تو
انسان کا چہرہ کعبہ یا ہوا سے کعبہ کی جانب تحقیقاً یا

قریباً باقی رہے قریب کا معنی یہ ہے کہ کعبہ یا چوڑے
کعبہ سے تھوڑا انحراف ہو جس سے بائیکہ مقابلہ نہ ہو،
بایں طرد کہ چہرہ کی سطح کعبہ یا چوڑے کعبہ کی سمت باقی رہے ٹھکانا

ایسے انحرافات میں کوئی حرج نہیں جس سے تقابل بائیکہ
ختم نہ ہو بایں طرد کہ سطح چہرہ کا کچھ حصہ کعبہ کی جانب
باقی رہے۔ (ت)

قراس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ عین کعبہ سے اتنا تھوڑا
انحراف ہو جس سے بائیکہ مقابلہ ختم نہ ہوتا ہو تو نماز
جائز ہو، تفسیر یہ کہ یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے، جب
انسان قیام میں قیاس سر ہو گیا تو نماز ٹھیک ہے کیونکہ انسان کا
چہرہ ان کی طرف گرا کر رہتا ہے تھوڑا سا دائیں یا بائیں گھٹنے
سے اس کی کوئی ایک جانب قبلہ رخ باقی رہے گا، (ت)

قراس سے معلوم ہوا کہ تھوڑا انحراف نقصان دہ نہیں
وہ تھوڑا انحراف یہ ہے کہ چہرہ یا چہرہ کی کوئی ایک
جانب عین کعبہ یا چوڑے کعبہ کے مقابل باقی رہے
بایں طرد کہ چہرے یا اس کی کسی ایک جانب سے
ٹھکانے والا نقطہ کعبہ یا چوڑے کعبہ کی طرف مستقیم (سیدھا)
ہو کر گرے یہ ضروری نہیں کہ ٹھکانے والا خط سیدھا

انحراف یا انحراف نہ ہو اور انحراف انحراف
مما لا تزول بہ المقابلة یا بالکلیۃ یا ببقی شیء
من سطح الوجه مساویاً لہا و لہو انحرافاً
جامع الزواہی ہے،

لا باس بہ لانحرافات انحرافاً لا تزول بہ المقابلة
بالکلیۃ یا ببقی شیء من سطح الوجه
مساویاً للکعبۃ
درمیں ہے،

فیعلم ہذا انہ لو انحراف عن العین انحرافاً
لا یزول بہ المقابلة یا بالکلیۃ جاز یا یؤید
ما قال فی الظہیریۃ اذا تیا من اوتیا سر ہو
لان وجہ الانسان مقوس عند القیام و
لتیاسر یكون احد جوانبہ یقبل

رد المحتار میں ہے،

فعلمان، لانحرافات الیسیر لا یضر وہو الذی
یبقی معہ الوجه او شیء من جوانبہ مساویاً
لعین الکعبۃ او لہو انحرافاً یا ببقی شیء
من سطح الوجه او من بعض جوانبہ و یصر علی
الکعبۃ او ہوا دھا مستقیماً ولا یلزم ان یکون
الخط الحاسر علی استقامۃ نحاس جہ من

۲۸۴/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	بحث فی استقبال القبلة	رد المحتار
۱۳۰/۱	مطبوعہ مکتبہ قاسمیں ایران	باب شروط الصلوۃ	رد المحتار
۶۰/۱	مطبع امکا علی انکاشہ فی دارالاساتذہ میرٹھ	باب شروط الصلوۃ	رد المحتار

جبهة المصطفى بل منها ومن جوانبها كما دل
عليه قول الدرود من جبين المصطفى فان
الجبين طرف الجبهة وهما جبينان وحلف
ما قرناهما يحمل ما في الفتح والبحر ومن
الفاوي من انه الانحراف المصداق يعاود
المشاسق الى المقاصد ^ب

نمازی کی پیشانی سے غریب ہو کر پیشانی یا پیشانی کے کسی
ایک حصہ سے خارج ہو جائے کہ اس پر ذکر کے یہ
اعتقاد مال ہیں، وہ خط نمازی کے جبین سے خارج ہو
کیونکہ جبین پیشانی کی ایک طرف کو کہتے ہیں اور اس
کے دونوں طرف دو جبین کہتے ہیں۔ یہ جو ہم نے گفتگو
کی ہے اسی پر اس کو گھولی کیا جائے جو فتح القصد پر

اور برکاتی میں فتاویٰ سے منقول ہے، یعنی مقصد نماز وہ انحراف ہے جس سے مشارق مغارب بدل جائیں (ت)
اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) تمام کتب مذکورہ میں شفا من

سطح الوجہ (سطح چہرہ کا کچھ حصہ۔ ت) کا لفظ ہے اور ہمارے مذہب میں ایک کان سے دوسرے تک
سب سب سے ہے لہذا ما بین العذارۃ الاذن (رخسار اور کان کا درمیان فی حصہ۔ ت) کا دھونا بھی وضو میں فرض
ہو اور قطعاً معلوم ہے کہ جب کوئی کسی نقطہ افق کی محاذات پر کھڑا ہو تو اس کی سطح و جہ کی محاذات نصف اترہ افق
کو گھیرے گی تو ربع دور تک پھر ناروا ہو گا اور ٹھیک جنوب یا شمال کو مڑنے کے لئے مستقبل کعبہ قرار پائے گا کہ اس کا
متصل جو سطح و جہ یعنی گنتی کا حصہ ہے ضروری نمازی کعبہ ہے مالا کبر وہ بدستور تیار میں یا تیار سر نہ کہ مستقبل تو اس
قول کے ظاہر ہو بھی وہی استبعاد مشدد یہ لازم ہو جائے گا کہ اولیٰ پر تھا اور علیہ رد التحارک کے اول کو اٹھ کر اپنے لئے طے کرنا
جیسا کہ فی الحلیۃ او تقصیر یا علی ما ذکرنا
وما ذکرہ ہذا القول الثانی من بقاء شفی من
سطح الوجہ صامتاً و سمعت انفا قول
ان شامی۔
کا قول ابھی آپ نے سنا۔ (ت)

اصناف ماضیہ نہ ہو اگر یہ کلام سنی اپنے ظاہر پر اتنا ہی دین ہے جتنا قول اول تھا اور یہ زمانہ قابل اعتبار طرہ و محل ہونے
کا مترادف، مثلاً یہاں کعبہ خاص سمت قبلہ مغرب ہو اگر کوئی شخص ٹھیک نقطہ جنوب و شمال کو مڑ کرے یا ذرا سی بکرا دینے
درجے مغرب کو پھر اسی راستے کے مسافت بعیدہ میں اتنا انحراف فرق محسوس نہیں دیتا تو یقیناً یہی کہا جائے گا کہ اس
کا منہ جنوب یا شمال کو ہے نہ کہ کعبہ معکبہ کو، حالانکہ اس کی سطح کی وجہ سے بعض قریب بلا مشہور مسامتہ کعبہ ہے
نعم من آیت الفاضل عبد الحلیم السروی ص ۵۵
ہاں میں نے دور عثمانی کے علماء میں سے عبد الحلیم السروی

علماء الدولة العثمانية ذكر في حاشيته على
الندرة تعقيد عباس، تها، حيث قال أقول
يكون أحد جوابه إلى القبلة لا يريد به نوال
الطهرات الاخر عن المقابلة بالكلية كما ظن
بل المراد مقابلة طرف بكله مقابلة شيء من
سطح الاخر مما كما هو المفهوم من
المنبع اه أقول بعين كبر جامة المنبع
حتى يظهر فيها وهو مع مخالفة لظاهر
الندرة لا يلائم فيه نص عامة لا كتب
المنذ كور لاهن الاجتزاء بقاء، شيء من
سطح الوجه مما ما فانه مبرر
في عدم الحاجة إلى مامنة
ما في الباقى اصلا بل أقول
لعل انت انتعت الظن لم تدر
يرجم الـ صحة فانت المامنة
لا بد لهم من مقابلة حقيقية
في الحقيقة لوسط الجبهة و
في التقريبية شيء من الاطراف
اصلا فانت مقابلة الحقيقة اصلا
فلا مامنة فلا استقبال فلا صلة والمقابلة
انها تكون بالتمثال الخط قوائمه الا تسمى
الحج ۱ ان سطح المقابل مروج يواجه ۲
فلا فلا مامنة من عدم الاتصال هل قوائمه

کو دیکھا جنہوں نے در پر اپنے حاشیہ میں ان کی عبارت کو
مقید ذکر کیا ان کی عبارت یہ ہے قولہ یکو احد
جوابہ الی القبلة (کوئی ایک قبلہ کی طرف ہو) اس سے
ان کی مراد یہ نہیں کہ دوسری جانب یا کل مسامت قبلہ
نہم ہو جائے جیسا کہ گمان کیا گیا ہے، بلکہ اس سے مراد
یہ ہے کہ ایک طرف کچھ محاذی ہو اور دوسری کی سطح
کا کچھ مسامت ہے جیسا کہ متبع سے ہی مفہوم ہوا ہے اہ
اقول (میں کہتا ہوں) انہوں نے متبع کی عبارت ذکر نہیں
کی تاکہ اس پر غور کیا جاسکے اور ان کا یہ قول ظاہر در کے
مخالفت ہے اور اس سے مناسبت بھی نہیں لکھا بر حاکم
ذکر رکے نص میں بھی خلاف ہے کیونکہ کتاب مذکور نے سطح و جہ کے
کسی حق کے سمت قلم میں ہونے کو کافی قرار دیا ہے
یہ کتابت کی سمت سے کہانی حق کا مسامت و
محاذی ہونا قطعاً ضروری نہیں۔ بل اقول (بلکہ میں
کہتا ہوں) اگر تو غور و فکر کرے تو اس قول کو صحیح
نہیں پاسے گا کیونکہ مسامت حقیقی کے لئے حقیقتاً
وسط پیشانی مقابل ہونا ضروری ہے اور مسامت
تقریبی کے لئے چہرے کی کسی ایک طرف کا مقابل ہونا کافی
ہے پس جب مقابلہ حقیقی اصلاً ختم ہوگی تو اب نہ مسامت
رہی نہ استقبال قبلہ رہا نہ نماز درست ہوگی۔ اور مقابلہ
قائموں شرط کے اتصال سے ہوتا ہے۔ آپ نہیں دیکھتے
الحج ۱ میں کہ سطح اتصال ہے بلکہ اوج کے برابر
لیکن ۲ میں کہ قوائم پر عدم اتصال کی وجہ سے کہ

مساحت نہیں ہے اور یہ بات مسلط کے ہوتے ہوئے
محسوس میں قطعاً نہیں ہوگی مگر نقطہ واحد سے
تحقیقاً اور بعض دوسرے نقاط متصلہ سے تقریباً۔
پس اولاً قویہ ہے کہ ایک طرف کا مقابلہ دوسری
پر ممکن ہی نہیں البتہ مجازاً ہو سکتا ہے۔

دو ثانیاً جب ایک طرف قوس مسلط کے
مقابل ہو تو اس کی دوسری طرف کے کسی نقطے کا اس
کے مقابل پر نامحال ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے
کہ مساحت قوس پر تلنے والے خارجی عمود جیسے ان میں
سے فقط دو سمت واحدہ کی طرف متصل رہوں گے ،
آپ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ تمام کے تمام عمود مرنے سے قطعاً
قوس کی طرف یا ان کی سمتوں پر تلنے والے خطوط ہی ہیں اور
خارج کے تمام عمود پر راسبہ ہیں ، ان میں سے اگر دو
مقابل کے ساتھ متصل ہوں جیسے کعبہ یا وہ خط
جو کعبہ کے ساتھ عرضاً افق کی طرف گزرتا ہے اور
ہر ایک اس پر دو قطعے پیدا کر دے اور ہم ان کے
درمیان اتصال کر دیں تو ایک مثلث میں دو قوسوں کا
اجتماع لازم آئے گا جو کمال ہے پس تدبر کرو۔ (۱۰۱)

معلوم وسط راس مقابل ہر دو چشم سے ایک زاویہ بناتے آئینوں پر گزرتے دو خط نکلیں یہ جہاں تک
پہنچیں کعبہ جب تک ان کے اندر راسبہ سمت باقی ہے اور دونوں سے باہر واقع ہوتے نہیں۔ یہ امام محمد الاسلام
غزالی قدس سرہ العالی پھر علامہ نقاشانی نے شرح کشف پھر علامہ مولیٰ خسرو نے درمیں افادہ فرمایا ان دونوں
نے اس زاویہ کی مقدار بتائی جو وسط میں اتھارے خطوں سے بنے گا اور امام محمد الاسلام نے تصریح فرمائی
کہ قائمہ ہو ، درمیں اصابت سمت کی ایک وجہ بیان کر کے فرمایا ،

یا ہم کہتے ہیں سمت قبلہ یہ ہے کہ کعبہ واقع ہو درمیان
ان دو خطوں کے جو وسط راس (دانش) میں ملے ہوئے

تہ اذہ وہو لا یكون المقوس قط مع مسطح
الامن نقطة واحدة تحقیقاً ولی بعض نقاط
مجاورة اخرى تقریباً۔

فاولاً لا امکان لمقابلة طرف بکله
الامکان ۱۔

دو ثانیاً اذ تقابل طرف من قوس
مسطحاً استحال ان یقابله شی من طرفها
الاخر لیسما قد صاننا ان الاصل فی المساحة
من مساحت القوس لا یكون اثناث
منها الى جهة واحدة قط اذ لم تعلم
ان تلك الاصل فی خطها الى الخطوط
المساحة من المركز الى نقاط القوس
او على سموتها وطلوها تستقر على المركز
فان القوس اثنان منها یبقی بن کعبہ او
الخط المسار بها عرضاً الى الافق وحدث
کل علیه قائمتی ووصلنا بینہما اجتماع فی
مثلث قائمتان وهو محال
فتبصر۔

معلوم وسط راس مقابل ہر دو چشم سے ایک زاویہ بناتے آئینوں پر گزرتے دو خط نکلیں یہ جہاں تک
پہنچیں کعبہ جب تک ان کے اندر راسبہ سمت باقی ہے اور دونوں سے باہر واقع ہوتے نہیں۔ یہ امام محمد الاسلام
غزالی قدس سرہ العالی پھر علامہ نقاشانی نے شرح کشف پھر علامہ مولیٰ خسرو نے درمیں افادہ فرمایا ان دونوں
نے اس زاویہ کی مقدار بتائی جو وسط میں اتھارے خطوں سے بنے گا اور امام محمد الاسلام نے تصریح فرمائی
کہ قائمہ ہو ، درمیں اصابت سمت کی ایک وجہ بیان کر کے فرمایا ،

او نقول هو ان تقع الکعبہ فیما بین
خطین یلتقيان فی الدماغ

القائمة۔

پیدا ہوناسی وجہ سے قائمہ بطور مغرور ذکر کیا۔

اقول وبما قدرتنا ظهر قلقت

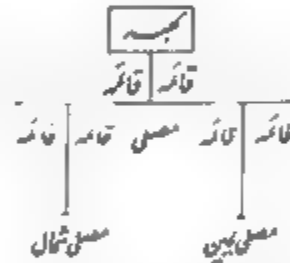
ما قال القاضی الحلی فی افتدیک
فی حاشیۃ السدود انت حاصلہ ان
تقع الکعبۃ بین خطین یخرجان
من العینین وانت کانت احد
الخطین طویلاً کما هو المشاهد
عند اعراف التوجہ الی فان الخطین
یمتد من الی الاخر فلا مبالغۃ
لطول وقصر ولادامی الی قطعہما علی
حد وانما انظر الی العباء العاصی
بینہما انت تقع الکعبۃ
فیہ۔

اقول (میں کہتا ہوں) ہماری اس تقریر
سے وہ اضطراب اور پھیل گئی بھی ظاہر ہو گئی جو کہ
فاضل علیؒ آغزی نے اپنے حاشیہ در میں پیدا
کی ہے انہوں نے کہا، اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ
ایسے دو خطوں کے درمیان واقع ہو جو دونوں آنکھوں
سے نکلے ہوں اگرچہ ان دو خطوں میں ایک طویل ہو
جیسا کہ اعراف توجہ کے وقت مشاہدہ میں آتا ہے۔
کیونکہ دونوں خط جب آنفی کی طرف ملتے ہوئے ہیں
تو ہر ایک طویل و قصر رہتا ہے اور نہ ہی کسی حد پر
دونوں کے قطع کا کوئی دائمی ملتا ہے اس صورت میں
ان دونوں کے درمیان حاصل ہونے والی فضا
میں بلا اس طرح ہوتی ہے گویا کعبہ اسی فضا میں
واقع ہے۔ (ت)

اقول اس قول پر یہ خط جو وسط دماغ محاذی عینین سے زاویہ قائمہ بناتے نکلے ان کے اندر
کعبہ کسی طرح واقع ہونا مطلقاً حصر کی جہت کو کافی ہے اگرچہ ایک خط کعبہ سے ظاہر اگر سے اب اگر یہاں پر مستثنیٰ
ہے باقی کہ یہ دونوں خط جہاں تک پھیلیں ان کے اندر اندر جو کچھ ہے جہت کعبہ ہے اس کی طرف توجہ توجہ جہت کعبہ
ہے جیسا کہ ایماہم جو الاسام سے نقل کیا گیا ولہذا اس کا فیہ ولا فی شرحہ اتعاف السادۃ فی کتاب اسرار
الصلوۃ (ما ذکرہ ثبات مجھے ایماہم معلوم اور اس کی شریک اتعاف السادۃ کی کتاب اسرار الصلوۃ میں نہیں ملتی تھی)
کہ ان دونوں خطوں کا بیان کر کے فرمایا فہما تقع بین الخطین الخاسر جین من العینین فہو (احل فی
الجبۃ) (میں جو دونوں آنکھوں سے نکلنے والے خطوط کے درمیان واقع ہوگا وہ جہت قبلہ میں داخل ہے۔ ت)
تو اس تقریر پر یہ قول بھی مثل دو قول پیشیں اتنی ہی وسعت بقیدہ رکھے گا کہ سبب زاویہ قائمہ ہے اور اس کے

التی فی المعراج هي الطريقة
الاولی التي فی الدرد الا انه
فی المعراج جعل الخط الشاف
ما اعلی المصلی علی ما هو
المتبادر من عبارة وفي الدرد
جعل ما اعلی الكعبیة لاثم
صور الذی فی المعراج
هكذا،

ثم صور الذی فی المعراج هكذا
(معراج والی صورت)



قلت وقد یؤید هذا العمل ان
اصل الکلام لامر حجة الاسلام وهو
کما فی شرح النقایة هكذا المعنی المتوجه
الی عین الکعبیة هو ان یقف المصلی بحدیث
لو خرج خط مستقیم من عینیة بحدیث
یتساوی بعدد عن لعینین الی جذار الکعبیة
تحصل من جانیة تراویتان متساویتان

له رد المحتار
مبحث فی استقبال القبلة
باب شروط الصلوة

جیسے ہم بیان کر آئے، پھر معراج والا طریقہ یہ در میں
ذکر کردہ پہلا ہی طریقہ ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ معراج میں
دوسرے خط کو نمازی پرستے گزرنے والا قرار دیا ہے
جیسا کہ اس کی عبارت سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اور در
میں اس کو کعبہ پرستے گزرنے والا قرار دیا ہے۔
اس کے بعد علامہ شامی نے دونوں کے فرق کو واضح
کرتے ہوئے، ایک معراج والی اور دوسری درد والی
تصویر بنائی، دت،

و الذی فی الدرد من الوجه الاول هكذا
(درد کی پہلی وجہ والی صورت)



میں کتنا جوں علامہ شامی کے اس متفقہ سمت پر عمل کی تائید
یوں ہوتی ہے کہ امام حجة الاسلام کی اصل کلام جو کہ
شرح النقایہ میں ہے یوں ہے کہ عین کعبہ کی طرف توجہ
کا معنی یہ ہے کہ نمازی یوں کھڑا ہو کہ اگر اس کی دونوں کمریوں
ایک سیدھا خط اس طرح نکلے کہ جس کا بعد دونوں کمریوں
پر اور کعبہ تک اس طرح متساوی ہو کہ نمازی کی دونوں سیدھا متساوی آؤں
ہی جائیں اور اس کے بعد اصول نے سمت کعبہ کی

مطہرہ عقبات دہلی
مطبوعہ فنی نوکشتہ لکھنؤ
۱۲۸۶ھ
۱۲۸۷ھ

ثم ذكر معنى التوجه الى الجهة بما قد صا
في القول الثالث -

اقول اولاً لكن يلزم العلامة
المعنى بهذا العمل حمل الجبين في
عبارة الدرد على الجهة ولا غرو في
تأخر العروس عن شيخه قد ورد الجبين
بمعنى الجهة لعلاقة المجاورة في قول
نزهة كما هو حواسه في شرح
ديوانه ثم ذكر شعراً مثله للمتنبي
لكن العلامة المعنى رحمه الله
تعالى قد استدل بوقوع لفظ الجبين
في عبارة الدرد على انه لا يلزم
خروج الخط من وسط الجهة
فان الجبين طرفها وهما
جبينات كما تقدم فيكون هذا
مناقضاً لذلك -

واقول ثانياً انه في التصورين
مصلحين عن يمين وشمال غير
مخاضيين للتجدد الذي بان انه
المعنى الوسطاني واقام احمد تهما في
التصوير الاول على ان هذا المعنى عرضاً

طرفاً كما هي ذكر كما سيهجوم قول ثالث
في ذكر آتے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اولاً لیکن علامہ
عقشی کے اس عمل میں درستی عبارت میں جبین کو الجبهة
دیشانی، کے معنی میں لینا اگر اہل ادب میں کوئی مضائقہ
نہیں کیونکہ تاج العروس والے نے اپنے شیخ کے کولے
سے کہا ہے کہ جبین پیشانی کے معنی میں استعمال ہوتا
ہے کیونکہ ان دونوں میں قریب کا تعلق ہے تاہم کے قول
میں یہ استعمال پایا گیا ہے جیسا کہ زہیر کے دیوان کے
شارحین نے تصریح کی ہے پھر ایسا ہی ایک شعر
عقشی کا انھوں نے ذکر کیا۔ لیکن علامہ عقشی نے اورد کی
جاءت میں جبین کا حقیقی معنی مراد لیتے ہوئے اس سے
یہ استدلال کیا ہے کہ لفظ جبین سے ثابت ہوتا ہے یہ
عرضی نہیں کہ خط نمازی کی پیشانی کے وسط سے نکلے
کیونکہ جبین، پیشانی کی ایک طرف کو کہتے ہیں، اور اس
کے دونوں طرف توجہ جبین ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے،
لہذا علامہ کی یہ استدلال والی جہات جبین کو پیشانی کے
معنی میں لینے والی جہات کے منافی ہے۔

اقول، ثانیاً مذکورہ دونوں تصویریں
میں کعبہ کی دیوار کے متوازی درمیانے نمازی کے دائیں اور
بائیں مزید دو نمازی رکھے گئے ہیں جو اس دیوار کعبہ کے
متوازی نہیں ہیں، اور پہلی تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے
خطوط کو درمیانے نمازی پر سے عرض میں گزرنے والے خط

ولا شك انها لا ينتهيان الى الكعبة
بل يتزوران عنهما ذات اليمين وذات
الشمال كما هو و انما كانت شرط في
المعراج انت يصر الخط بالكعبة و
في التفسير الثاني اقامهما على الخط السار
في امتداد الكعبة غير واقعين على
نفس البیت بل متزاویرین عنها كما
مرورهم السد ر خطا يصر على الكعبة
ممتد اعن جنبها الى الافق انما
اراد خطا مقصرا عليها ليقع سرور
خط الجبین على نفس الكعبة كما في المعراج
والا كيف تكون مسامحة حقيقية مع كون
المعصی بمنزل عن محذات هذان
المصلیان لا مدخل لهما في تصویر
الحقیقة و كما به رحمه الله تعالى اراد
ان یزید مع تصویر الحقیقة تصویرو
التقریبة وقد كان مهلا علينا ان نفرض
المصلین المریدین منتقلین بعدة قریب
بحد لا تزول المقابلة نكهة رحمه الله
تعالى سبق الى خاطره انت
الشرط في التقریب انت یقف المعصی
على ذلك الخط السار عوضا بالمعصی
الموسطا او نقول يقوم بحد له ذلك
الخط العرضی السار في امتداد الكعبة
بحيث یكون خط جبهة عمود اعلى

پر طایا جبکہ یقیناً یہ دو قول خط و کعبہ کے متوازی نہیں ہوتے
بلکہ کعبہ سے دائیں اور بائیں گزرتے ہیں جیسا کہ تصویر سے
واضح ہے۔ حالانکہ یہ تصویر معراج والی ہے، جبکہ معراج
میں خط کا کعبہ پر واقع ہونا شرط قرار دیا گیا ہے، اور
دوسری تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے خطوط کو کعبہ پر
گزرنے والے خط سے طایا جو میں کعبہ پر نہیں بلکہ کعبہ سے
دائیں اور بائیں گزرتے ہیں جیسا کہ گزرا حالانکہ اگر نے
کعبہ سے گزرا اس کے دونوں جانب سے اُٹنی کی طرف
نکل جانے والے خط کو ذکر نہیں کیا اس نے صرف وہ
خط مراد لیا ہے جو کعبہ پر نہ گزرتا کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والے
خط کا گزرنے کعبہ پر واقع ہو جیسا کہ معراج میں ہے، ورنہ
نمازی کے متوازی نہ ہونے کے باوجود حقیقی سمت کیسے
ہو سکتی ہے، پس معلوم ہوا کہ دائیں اور بائیں جانب
والے دونوں نمازیوں کا حقیقی سمت کی تصویر میں کوئی دخل
نہیں، اس نے معلوم ہوتا ہے کہ تو یا معصی رحمہ اللہ کعبہ
نے سمت حقیقی کے ساتھ ساتھ قریبی سمت کی تصویر بھی
زائد بنائی ہے، (قریبی سمت بنانے کے لئے) ہمیں یہ
کہہ دینا آسان تھا کہ حقیقی سمت والے نمازی کے علاوہ
ہم وہ نمازی اس سے چند فرسخ کے فاصلہ پر اس طرح
فرض کریں کہ کعبہ سے ان کا تعالیٰ زائل نہ ہو۔ لیکن اللہ
تعالیٰ ان پر رحم کرے عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں یہ بات
آئی کہ قریبی سمت کے لئے یہ شرط ہے کہ درمیانے
حقیقی سمت والے نمازی پر عرض میں گزرنے والے
خط پر کوئی نمازی کھڑا ہو یا یوں کہیں کہ کعبہ پر سے
گزرنے والے عرضی خط کے متوازی ٹوں کھڑا ہو کہ اس کی

پیشانی سے نکلنے والا غلطوہ بنے تو اذنا غازی یا کعبہ پر سے
گزرنے والے ایک خط پر یعنی تصویر میں بنے، یا ان
دونوں پر غلطوہ بنے فرضی طور پر، اس شرط کے پائے جانے
کے بعد مسافت فرض کرنے کی ضرورت نہیں، وہ دونوں
نمازی یا نئی جست کو محفوظ رکھیں اور بس، دائیں یا بائیں
جتنی چاہیں وہ مختل ہو جائیں، اور جس پر خط قائم ہے
یا جس کو کی طرف دونوں نمازی توجہ رہی اس کی فرضی رائے خیال
میں کوئی حد نہیں (بشرطیکہ وہ ان غلطوہ قائم رہیں)، جیسا کہ
خود ان کی نفس اس پر آئے گی، علاوہ کہ در قرنی سمت کی
بیان کردہ شرط اور اس کے بعد مذکور غلطوہ کی مسافت
کو غیر مجدد و در کہ کردہ دونوں نمازیوں کا ان غلطوہ پر حسب
حاجت مختل ہونا یہ دونوں عظیم غلطیاں ہیں ان پر تنبیہ
سردی ہے، چونکہ یہی معاملہ ہے، حاشا! علماء
کو ان کے قلوب کی غلطیاں نسیب نہیں دیتیں، خصوصاً
یہ محقق جس کی قمیص تحقیقات کے نورست زمین کے مشرق
و مغرب منور ہو رہے ہیں اور مجھ جیسے ہزاروں لوگ اس
کے بے مثل اور اہم فوائد کے دسترخوان کے خوش چین ہیں
اللہ تعالیٰ اس کو عزت و اکرام کی جزا عطا فرمائے، ہمیں یہ
اُسے جنت میں جمع فرمائے اپنی رحمت کے فضل سے جو
اُن پر اوتھام عطاء کرم پر ہو، اور ان سب کے مولیٰ و آقا
پر اور ان پر اور ہم پر رحمت و سلام ہو، آمین آمین !
اسے آسمانوں اور زمینوں کو ابتداء پیدا کرنے والے !
یا ذا الجلال والاکرام ! میں تو اس بیان کے سیاق میں
علاؤ علی کے کلام کو سمجھ نہ سکا، حاشا! بھگتے والوں کو جو
وہم اور اہام واقع ہوا ہے کہ ذکر کروں گا تاکہ مقصد واضح

احد هما مک فی التصور و علیہما جمیعاً
فی التقدير و بعد تحقق هذا الشرط
لا تقدر بمسافة فليحفظا جهتهما
وينتقلا ما بید الہما فاذا ن یكون
الخط انقاس علیہ او الیہ المصلیات
عین مجد و علی ما نرجم کما یاق
تعیضہ و ہاتات نزلت عظیمتان
یجب التنبہ لہما فانت الامر دین
وحاشا لہ لا یسرف بالعلماء
وقوع بعض شایعات من
اقلہم لا مسیما مثل هذا
المحقق الذی استنار
مشارق الامم و عفا سبھا
بنور تحقیقاتہ النبیة و
تفضل الوہب مثل علی موافق
عوائد فواشدة الہنیة
جزاۃ اللہ تعالیٰ جزاء العز
والاکرام جمع بیننا و بینہ
فی دار السلام بفضل رحمتہ
وہ ولسا العلماء اکرام علی سیدہم و
مولاہم و علیہ و علینا الصلوۃ والسلام
میں آمین یا بید یہ السہوات والامم
یا ذا الجلال والاکرام غایتاً ذکر فی سیاق
دلت ما عرض للمحشین من الوہم و
الایہام فی فہم کلام المدق العلانی للعلام لیتضح

المرام وينجلي بدار السداد من تحت
الغمار فأعْلَمُ أَنَّ الْجَهَنَّمَ الْمَدْقُوقُ
الَّذِي قَدِمَا الْكَتَمُ حِينَ الزَّيْمَانِ بِشَلْهُ فِي
الْأَحْيَاءِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمَةِ عِلَاءُ الدِّينِ مُحَمَّدٍ
الْحَبِيبُ كَفَى عَامِلَهُ اللَّهُ تَعَالَى بَلْفَه الْوَفَى أَثَرُ
هَهَا عَنِ الْمَنَمِ كَلَامًا قَهْمِي جَنَاهُ وَاسْتَرْ مَعْنَاهُ
فَعَالِ احْبَابَهُ يَهْتَابَانِ يَبْقَى شَيْءٌ مِنْ سَطْحِ
الْوَجْهِ مَسَامَاتٍ لِلْكُفَّةِ أَوْ لِهَوَاءِهَا بَابُ
يَفْرَضُ مِنْ تَلْقَاءِ وَجْهِ مُسْتَقْبَلِهَا حَقِيقَةُ
فِي بَعْضِ الْبِلَادِ غَطٌّ عَلَى نِزْوَةِ قَائِمَةِ الْوِ
الْإِفْقِ مَا تَرَى أَهْلَ الْكُفَّةِ وَخَطُّ أَخْصَرِ
يَقْطَعُهُ عَلَى نِزْوَتَيْنِ قَائِمَتَيْنِ يَمْنَةً
وَيْسَرَةً مَنَعَتْ قُلْتُ فَهَذَا مَعْنَى
النِّيَامِ وَالْيَاسْرِ فِي عِبَارَةِ السُّدُورِ
فَتَبَسَّرُوا

اقول اراد العلامة الغزالي من
تلقاء وجه مستقبلها حقيقة في اع
بلد كانت فعبر هذا التشكيك تنكير
بعض ولو قال كقول المصراع في
هذا البلد اعني البلد و
المطلوب الجهة فكانت اولى ،
قال العلامة السيد احمد المصمري
الطحطاوي في حاشيته قوله

ہو سکے اور بادل کے نیچے سے درشتی کا روشنی چاند نور
ہو سکے۔ واضح ہو کہ وہاں ہر مطلق بن کی مثل متفرق میں
نہاں نہ پائی میری مراد مراد علیہ الدین محمد مصطفیٰ
ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ اپنے کامل لطف و کرم کا سماع
فرمائے، اُنے یہاں پر مٹ سے ایک ایسی کلمہ نقل کی جو
مقرر ہے اور اس کا معنی بھی ہے۔ پس کہا کہ جست کجہ
کو پائے کا مطلب یہ ہے کہ غازی کے چہرے کی سطح کا
کوئی حصہ کجہ یا کسی کی فضاء کی سمت میں دس گئی ہو جائے
کہ کجہ کا معنی استقبال کرنے والے کے چہرے سے ایک سید
خط زاویہ قائمہ پر سے افق کی طرف اس طرح نکلے کہ
بعض بلاد میں وہ کجہ پر سے گزرے اور ایک دوسرا
خط اس طرح فرض کیا جائے جو پہلے خط کو قطع کرتے ہوئے
دراویہ تاش د میں دریا کی طرف بنائے، آج میں
کتا ہیں کہ دریا میں شکر التیام والتیاسر کا یہی معنی ہے
خو کراد

اقول میں کہتا ہوں، علامہ غزالی نے دینی
جہت سے تلقاء وجہ مستقبلها حقیقتہ ف
بعض البلاد میں "بعض البلاد" سے کوئی بھی
بلد ہو مراد لیسے اور اس تنکیر کلفظ "بعض" تنکیر
سے تعبیر کیا ہے، اور اگر مترادف کے قول کی طرح یہ بھی
"هذا البلد" کہہ کر وہ علاقہ قرار دینے جس کی بہت طوالت
تو بہتر ہوتا۔ علامہ سید احمد مصری الطحطاوی نے علامہ
المصطفیٰ کی عبارت کی، تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس کا

منہ اختصر عباس تھا، وہی فلو فرض
خط من تلقاد وجہ المستقبل للکعبة علی
التحقیق فی بعض البلاد وخط آخر یقطع
علی ساریتین قاضتین من جانب یمین
المستقبل وشمالہ لاتزل تلك المقابلة
بالانتقال الی الیمین واما علی ذلک الخط بقدر کثیرة
ولهذا اوضح العلماء قبلة مبلد و
وبلدین وبلاد علی سمت واحد
(قبوله قلت فہذا معنی الخ)
یسیں کما فہمہ فان المتیامن و
المتیاسر وف عباس مرقۃ الدار الشخصیۃ
الخ وعزاة للسلامۃ السید
ابراہیم الحلبي محشی الدرر
وقال السید العلامة محمد اشائی فیہ
ان عباس مرقۃ المنع علی حاصل ما
قد ضاہ عن المصراع ولس فیہا
قوله ماسر علی الکعبة بل هو المذکور
فی صورة الدرر ویکن ان مبراد
اسہ ماسر علیہا طولا لا عرضا فیکون
هو الخط الخارج من جبین المصلی
والخط الآخر الذی یقطعہ هو
الساسر ضاعی المصلی لعلی الکعبة

قول "منح" علامہ نے منح کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے
وہ عبارت متصل ہے جس کو علامہ مصطفیٰ نے مختصر کر کے
لکھا ہے اس کی عبارت یوں ہے بعض بلاد میں کعبہ کی طرف
تحقیقی طور پر چہرہ کرنے والے کی پیشانی سے ایک خط
فرض کیا جائے، اور کعبہ کا استقبال کرنے والے کے
دائیں و بائیں ایک اور خط فرض کیا جائے جو پہلے خط کو
دو تانہ زادیوں پر قطع کرتے ہوئے کسی فرض ملک میں طرز
دراز ہو کر اس خط پر کسی فرض ملک میں بائیں شمال کی طرف والے کا
کعبہ کے تقابلی زانی نہ ہو۔ اس بنا پر علامہ نے ایک
ہی سمت پر کئی بلاد کے قبلے وضع کئے۔ علامہ مصطفیٰ کا قول
"قلت فہذا معنی الخ" علامہ کا یہ فہم درست
نہیں ہے کیونکہ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں
اور بائیں ہونے والی پیر خط ہے، حالانکہ در مذکر عبارت
میں "وہ شخص ہے الخ" علامہ طحاوی نے اس بیان
کو محشی در علامہ سید ابراہیم الحلبي کی طرف منسوب کیا ہے۔
علامہ مصطفیٰ کی عبارت پر علامہ اشائی نے کہا کہ منح کی عبارت
یہ معراج کی عبارت (جو ہم ذکر کر آئے) کا خلاصہ ہے لہذا
معراج میں "ما تامل علی الکعبة" (کعبہ پر سے گزرنے
والے خط) کا ذکر نہیں ہے، بلکہ در مذکر کی تصویر میں مذکور
نہیں ہے اس سے عرض کی بجائے طول میں گزرنے والا خط
مراد ہو تو یہ ایک نمازی کی جہن سے نکلنے والا خط
اور دوسرا خط جو پہلے کو قطع کر کے وہ نمازی پر سے عرض
(چڑھائی) میں گزرنے والا ہو گا یا کعبہ پر گزرنے والا ہو گا

میبند قیاساً و مبرناً اولاد یا ثلث امت
 قیاساً علی بعض عباسی المصنف
 ادبیاتی قصیدہ علی المسامحة تحقیقاً و
 علی استقبال العین دون المسامحة تقدیراً
 و علی استقبال الجهة مع ان المقصود
 الثانیة کما ان علیہ ان یحذف من
 قوله من تلقاء وجه مستقبلها حقيقة
 فی بعض البلاد اھ فھذا کل ما اورده و تمام
 ما اسأله۔

اقول و بالله التوفیق شرح نظم
 الدرر کذا (یہرض من تلقاء وجه)
 ای وسط جہتہ (مستقبلہ حقیقہ)
 بحیث لو رجعت العجیب لرئیت الکعبۃ بین
 عینہ (فی بعض البلاد) ای ایک
 بلد یا زاد (خط) مستقیم قائم (علی)
 الخط المسار بجہتہ معترضاً من
 وسطہ الی یمنہ او شمالہ بحیث
 یحدث معہ (زاویۃ قائمہ) عند
 الجہتۃ و لم یقل قائمتین لانہ
 لا یجیب قوس المعترض مساراً
 الی الجہتین بل یکفی ادق خط
 المایۃ جہۃ متھما

تو اس سے ہماری پہلی اور دوسری دونوں تصویریں (ان کی
 تصدیق ہوگی) درست ہوں گی۔ پھر علامہ کا تشریح کی کچھ
 عبارت پر انحصار کرنا، حقیقی سمت پر انحصار کا ظاہر کرتا،
 ہے اور وہ عین کعبہ کی طرف استقبال سے ذرا فرضی
 سمت پر انحصار کرنا، وہ سمت قبلہ کی طرف استقبال پر
 حالانکہ سمت فرضی یعنی کعبہ کی سمت کی سمت استقبال
 کرنا ہی مقصود ہے اس لئے ان کو عبارت سے بعض
 بلاد میں حقیقی طور پر کعبہ کو پیشانی کرنے کو حذف کرنا
 ضروری تھا، یہ علامہ شامی کی مکمل عبارت ہے اور
 یہی ان کی مراد ہے۔

اقول انہ کی توفیق سے، درخت کی عبارت
 کی شرح توں (دو دو کے لئے) ہر سے مراد وسط پیشانی ہے
 (ختمہ کعبہ کا استقبال کرنے والے) مراد یہ ہے کہ
 اس طرح سیدھا استقبال ہو کہ اگر درمیان سے پرشے
 اٹھا دے جائیں تو کعبہ دونوں آنکھوں کے درمیان
 نظر آئے، (بعض بلاد میں) سے مراد کوئی بھی علاقہ ہو
 (خط فرض کیا جائے) سے مراد سیدھا خط قائم کیا جائے،
 ایک دوسرے خط پر جو استقبال کرنے والے کی پیشانی پر
 عرضی (چوڑائی) طور پر اس کے درمیان سے آئیں اور
 بائیں طرف پھیلا ہوا ہو ایک خط دوسرے سے اس
 طرح ملے کہ اس سے وسط پیشانی پر زاویہ قائم پیدا ہو،
 یہاں ایک زاویہ قائم کو ذکر کیا ہے کیونکہ پیشانی پر خط کا
 دونوں طرف پھیلنا ضروری نہیں بلکہ خط ان سے کسی

ایک طرف بھی ظاہر ہو تو کافی ہوگا، لہذا بالفعل دونوں
خطوں سے ایک ہی زاویہ قائمہ پیدا ہوگا اسی لئے
یہاں دو زاویوں کو ذکر نہیں کیا۔ اس فاضل مدق کا یہ ایک
انتخاب ہے کیونکہ ایک زاویہ قائمہ دو قائم زاویوں کے مقابلہ
میں مختصر ہے اور اس ایک زاویے سے مطلوب میں کفایت
بھی پائی جاتی ہے اس لئے انہوں نے مختصر اور کافی کو
پسند کیا ہے (افنی فی الخیر) لفظ تم تعلقاً وجہ میں جو
کا مقابل ہے، یعنی پیشانی کے وسط سے نکل کر افق کی
طرف پہنچا ہو جس میں لمبائی ہو (دو گرد ہا ہو) نفس (کعبہ
پر سے) یہاں تک مسامتت حقیقی کا بیان تام ہو گیا، اس
کے بعد محبت تفسیری کا بیان شروع ہوا، تو کہا اور دوسرا
سہرہ حفظ ذہن کی لئے جو استقبال کرنے والے کی
پیشانی پر پہنچے نظر اور اس طرح قطع کرے کہ اس سے
دو زاویے قائمے پیدا ہوں اور یہ دوسرا خط پیشانی پر
عرض میں اس میں اور بائیں چھپتا ہوا ہو، مراد یہ ہے کہ کعبہ
کا استقبال کرنے والے کے دائیں اور بائیں دراز ہوا ہو
اور یہاں پہلے کی طرح ایک زاویہ قائمہ پر اکتفا نہیں کیا
بلکہ دو زاویوں کو ذکر کیا، کیونکہ وہاں پر پیشانی پر
ظاہر والے خط کا پیشانی کے دائیں اور بائیں دونوں طرف
پھینکا ضروری نہیں تھا بلکہ وہاں پر اسے نام ہونا کافی
تھا جس پر لبا خط آکر ہے، اگرچہ اس جانب پیشانی
کے نصف بلکہ چھائی کو بھی ڈھیر ہو، لیکن یہاں پیشانی
پر ظاہر ہونے والے خط کا دائیں اور بائیں کسی فرسخ
تک نہ بڑھا ہونا ضروری ہے تاکہ سمت کعبہ سے دائیں
اور بائیں انتقال کا عمل بن سکے، اسی لیے یہاں قائلوں

فلا یحد من بالفعل الا قاشحة
واحدة و ذلك من ایجانرات
هذا الفاضل لمدق ذات تراویة
قائمة اخبر من س اوتین قائمتین
وفیها انکفایة فاختر ما قل و کفی (الی
لاحق) مقابیل من فی قوله
من تلقاء وجه ای یبتدئ
من وسط الجبهة و ینتھ
الی الالف و یكون فی امتدادہ هذا
(من اس اعلی نفس) (الکعبۃ) الی ههنا
ثم بیان المسامتۃ الحقیقیۃ ثم
شریح فی بیان التقربیۃ فقال (و
یفرض (لفظ الحور) مستقیم (بقطعہ)
عند جبهة المستقبل (علی تراویۃ قائمتی
مسماها العرض یمین و یمنۃ و یسرۃ)
الی یمین المستقبل و یسارۃ و لم
یکتف باخط الاحرام المشار الیه فی
قوله علی تراویۃ قائمة لان شمر
کانت یکفی اذ فی ما ینطق علیہ
اسم الخط فی احد الجانبتین
وان لم یستوعب فصحت
جبین ذلک الجانب و لا یمنۃ و الا ان
یحتاج الی خط ممتد بینا و شمالا الی غیر اسۃ
کثیرۃ لیکون محل الانتقال یمینۃ و یسرۃ
ولذا اف ههنا بشتینۃ القاشحة

کہنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ حقیقی سمت کا بیان مہر
علی الکعبہ پر تمام ہو جاتا ہے۔

ثانیاً یہ علامہ علی اور علامہ طحاوی کا یہ
اعتراض بھی ساقط ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی کلام
تبیان اور تبیان مسکنی کے لفظ میں ذکر کے کلام
کے مخالف ہے جیسا کہ فقہین معلوم ہے۔

ثالثاً یہ علامہ شامی کا یہ خیال کہ علامہ
حسینی اور قزح کی تصویر میں تقابری ہے۔ یہ خیال ساقط
ہوا۔ اور تعجب ہے کہ علامہ شامی خود حضرت جبریل
رحمہ کی عبارت معراج کی بیان شدہ عبارت کا ماحول
ہے، جبکہ قزح کی گزارشت عبارت میں غلطاً کعبہ
پر سے گزرتا ہے کہ وہی ہے پھر تقابری کہاں پیدا ہوا
مگر نہ ان کی اور حضرت کی عبارت ایک ہے نہ دوسری
درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ معراج نے کعبہ پر سے
خط گزرنے کو بطور جزاء ذکر کیا ہے اور آدرنے اس
کو بطور حال ذکر کیا ہے کیونکہ وہ صرف سمت تقریری کو
بیان کر رہے ہیں اور حقیقی سمت کا اظہار انھوں نے صرف
فرضی طور پر اور تصویر میں کیا ہے۔

سراپہا اس سے بھی عجیب ان کا یہ قول
ہے کہ علامہ حسینی کے لئے ضروری تھا کہ وہ کعبہ کے
حقیقی استقبال کرنے والے کی پیشانی سے نکلنے والی
جبارت کو حذف کرے (مگر سمت تقریری کا بیان درست
ہوتا) مجھے معلوم ہیں کہ ان کلمات کے حذف سے
سمت تقریری کا بیان کیسے تمام ہو سکتا تھا، جبکہ آپ
کے خیال میں دائیں اور بائیں نکلنے والے خط پر انتقال کر

لان بیان الحقیقة قد تم الی قوله ما سرا
علی الکعبہ۔

ثانیاً سقوط ما اعترض به العلامة
الحسینی والخطوطی من التخاليف بین
کلامی الذکر والذکر فی معنی التیامن و
التیاسر کما علمت۔

وثالثاً سقوط ما من عم العلامة الشامی
من التغاییر فی تصویر و تصویر المنہ و
من العجب انہ مرجمہ اللہ تعالیٰ
معترف ہائت عیساۃ المنہ حاصل
ما قدم من عن المعراج وقد تقدم
فی المعراج مرویۃ علی الکعبۃ فمن این
لشأ التغاییر وانما عبارتہ بین عبارت
المعراج لا تفاوت بینہما الا بالان المعراج
ذکر السور عن الکعبۃ فی الجزء والذکر اورثہ
حالاً لانه کان بعد بیان التقریب
فاخذ الحقیقة فی الفرض
والتصویر۔

وہا یہاں عجیب منہ قولہ کان
علیہ ان یحذف قولہ من تلقاء وجہ
الی اخر الذی لا یری کیف یتسم بیان
التقویب یا سقاط هذا الکلمات مع
حدہ ذکرہ عند کم الانتقال
عقب ذلک الخط یمینا و
شمالا و امن استنبط هذا

انہوں نے ذکر نہیں کیا اگرچہ معنی ان کے قول "فہذا معنی" "تیسرا دینا سکا رہی ہوئی ہے" سے حاصل کیا جا سکتا ہے تاہم مجھے معلوم نہیں حقیقی مستقبل کعبہ کی پیشانی سے خط نکلا کے ذکر سے ان کو کیا قصاص ہو رہا ہے صرف یہی کہ اس سے سمت حقیقی کے تعین کے بعد سمت تقدیری کا بیان ہو رہا ہے۔

خاصاً اگر بقول ملا شامی اس کلام کو حذف کر دیا جائے تو پھر خط کا حرف کیا ہوگا۔ جب مخرج مذکور ہوا تو نہ بیان صحیح ہوگا اور نہ ہی کعبہ کا تعین ہو سکے گا۔ اس لحاظ سے سمت تقدیری ثابت ہوگی اور نہ ہی حقیقی ثابت ہوگی۔ اور اگر ملا شامی ہی سید سے راستے کا ہادی ہے۔

ملا شامی نے کہا قولہ "قلت" "آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ اگر اس شخص کو اپنے ملاقات سے پہلے کعبہ کی طرف استقبال حقیقی کرتے ہوئے وہ فرض کیا جائے کہ اس کی پیشانی سے نکلنے والا خط میں کعبہ پر واقع ہو رہا ہے، تو یہ حقیقی سمت ہوگی اور اگر وہ شخص دائیں یا بائیں کسی فرض مشرق ہو جائے اور ہم ایک خط فرض کریں جو کعبہ پر سے مشرق سے مغرب کی طرف گزرنے سے دھلت ملا شامی کا یہ قول ان کے اپنے ملاقات شام سے متعلق ہے کہ چونکہ وہاں سمت قبلہ جزو ہمسے (اس لئے کعبہ پر عرض میں فرض کردہ خط، مشرق سے مغرب میں گزرنے کا، ہمارے علاقہ میں یوں کہا جائے کہ شمال سے جنوب کی طرف پڑھنے والا خط) کعبہ پر عرض میں گزرنے والا ہوگا، مگر چونکہ عرض میں پھیلنے والا خط

من قوله فہذا معنی المتی من کما ضلت فلیت شعری ماذا یفہوہ ذکر الاجرای من تلقاء وجہ المستقبل حقیقة علیہ الا بغیر من التحقیق ولا شہد تقدیر الا لتقال عنہ۔

وخاصاً لکن استقطع اکلہ لبق مخرج بخط مہملہ لہر تہیین ولم یتعین فلا تقرب ولا تحقیق واطلہ الہادی الی سواد النظر یق۔

قال الشامی قولہ قلت: قد علمت انہ لو فرض شخص مستقبل من بلدہ لعین الکعبۃ حقیقة بانہ یفروض الخط الخامس من جبینہ واقصاع علی عینہ الکعبۃ فہذا امامت لہا تحقیقا، ولو انہ انتقل الی جبتہ یمینہ وشمالہ بفراستہ کثیرۃ وفرضنا خط ما را علیہ الکعبۃ من المشرق الی المغرب (قلت قالہ بالنظر الی سددہ شامی لان قبلۃ الشام الجنوب و یقال فی بلادنا من الشمال الی الجنوب وبالجملة السمراد الخط المعترض

قال (ذكان الخط الحاريج من جهتين
الموصل يصل على استقامة الخ هذا
الخط السماوي على الكعبة فانه
بهذا الانتقال لا تدور المقابلة
بالكعبة لان وجه لان مقوس فيها تاحريجا
او يشارا عن عين الكعبة يبق شي من جوا نسب
وجه مقابلا لها الله

اقول فهم رحمه الله تعالى ان
وهول خط الجبهة عمودا على الخط
المعتزل الحاريج الكعبة عند الانتقال
للجن والشمال شرط بقاء الجبهة
عند هم وقد اصرح عند تعيد هذا حيث
قال بل المفهوم صا قد صا عن المخرج
والدور من التقييد بعمول ن اوتيين
قائمتين عند انتقال المستقبل لعين
الكعبة يبيت اوب سا انه لا يصح لو كانت
احد اقطب حادة والاخرى متفرجة بهذا المصق

الكعبة مصلح - وجه
اولا ليس في حياصة
الدمر ذكر الانتقال هنا اصلا
فضلا عن عمول قائمتين بعد
الانتقال وما ذكر بعد في التفسير

مراد يا ہے علامہ شامی نے کہا اگر غازی کی جہیں سے
نکلنے والا خط سیدھا کعبہ پر سے گزرنے والے خط کو
سے لگا تو اس صحت میں دائیں اور بائیں انتقال کرنے
پر غازی کا کعبہ سے مقابل کیلئے زائل نہ ہوگا نیز کہہ السان
کا چہرہ مکان کی طرح گول ہے لہذا وہ جتنا بھی عین کعبہ سے
دائیں یا بائیں پھرے گا اس کے چہرے کا کچھ نہ کچھ حصہ
خروج کعبہ کے مقابل رہے گا اور۔

اقول علامہ شامی ردوائہ تعالیٰ نے یہ سمجھا کہ
دائیں یا بائیں منتقل ہوتے وقت غازی کی پیشانی سے نکلنے
والے خط کا عمودی منکھل میں کعبہ پر سے گزرنے والے خط
طن کعبہ کی جہت کے بقا رکھنے ان کے ہاں شرط ہے
اس کے کچھ ردائوں نے اس بات کو واضح کرتے ہوئے
کہا، بلکہ دور دورہ مراجع سے عین کعبہ کا استقبال کیلئے وہ
کہہ دیتے یا بائیں انتقال کرتے ہوئے وہ زاویہ قائمہ
حاصل ہونے کی جرح سے قید ذکر کی ہے اس سے یہ کہا
جاتا ہے کہ اگر انتقال کرتے ہوئے دو قائموں کی بجائے
ایک زاویہ حادہ اور دوسرا منفرجہ اس صورت پر

کعبہ مصلح
استقبال صبح نہ ہوگا ۱۰۱۔ اس بیان میں چند اشکال ہیں،
اولا یہ کہ ذکر کی عبارت میں سب سے اشکال
کا ذکر ہی نہیں ہے چہ جائیکہ انتقال کے بعد وہاں دو
قائموں کے حصول کا ذکر ہو، اور اس نے بعد میں تفریع

من القیاس والقیاس فیہ ایضاً اثر
من ذلك ولا ھو مستلزم الانتقال بل و
لا یحصل ان لك بالانحراف عن
المحاذات وانت قائم معك وبہ
عبر فی الدرر حیث قل فیعدو منہ انہ
لوانحراف عن العین انحرافاً إلّا

وثانیاً المعراج دکل من ذکرنا من
متابعیہ انما فرضوا خطاً من جبین
مستقبل العین مام الی النکبة و آخر
قاطع الہ علی قائمتین شعرفرضوا الانتقال
یمیناً و یساراً الی اسخ کثیرة علی هذا
المقاعد ولو بشرط ھو ولا احد منہم
حدوث المقائمتین بعد
الانتقال۔

و ثالثاً لو شرط ذلك لہ یصح
لان الانتقال لا یسک علی خط مستقیم
فان القاطع ابدا یمر فی جانبی المستقبل
بعد موضع قدمہ فہ فی الهواء نکون
الارض کرة و انما ینقل المنتقل علی
دائرة فھو ان حفظ توجہہ حیث
استقالہ عین النکبة و استقل علی
تلك الدائرة یمیناً و شمالاً فلا شک
ان الخط الخارج من جہتہ

کے طور دائیں اور بائیں ہونے کا جو ذکر کیا ہے اس کو بھی
اس کا کوئی نشان نہیں اور نہ ہی وہ انتقال کو مستلزم
ہے بلکہ جب تو اپنی جگہ کھڑا رہ کر محاذات سے انحراف
بھی کرے تب بھی دو قاعدے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس کا
بات کو دور سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ اگر عین کعبہ سے کچھ انحراف کرے الّا

ثانیاً یہ کہ معراج اور اس کے مذکورہ متبعین
حضرات نے عین کعبہ کا استقبال کرنے والے کی جبین
سے خط مکمل کر کے کی طرف جائے اور دوسرا خط جو اس کے
دو قاعدہ زاویوں پر قطع کرنے کو ذکر کیا ہے اور پھر اسی
لوگوں نے اس قاطع خط پر دائیں بائیں کئی فرسخ تک
انتقال کر فرض کیا ہے، اسی کے باوجود معراج اور اس کے
تبعین نے انتقال کے بعد دو قاعدہ زاویوں کی شرط
نہیں رکھی۔

ثالثاً یہ کہ اگر یہ شرط لگائی جائے تو درست نہیں
ہو گی کیونکہ انتقال خط مستقیم پر ممکن ہے اس لئے کہ
قطع کرنے والا خط کعبہ کا استقبال کرنے والے کے
دائیں اور بائیں دونوں طرف فضا میں ایک قدم کے
فاصلے سے گزرے گا کیونکہ زمین گردی مین گول ہے
انتقال کرنے والا صرف ایک دائرہ پر انتقال کرے گا
اب اگر وہ عین کعبہ کا استقبال کرتے ہوئے اپنی جہت
کو منحرف نہ رکھے ہوئے اس دائرہ پر دائیں یا بائیں
انتقال کرے تو یقیناً اس کی پیشانی سے نکلنے والا

خط کعبہ پر سے عرض میں گزرنے والے خط کو دو قاعوں پر
قطع نہیں کرے گا۔ گنا گنا نہیں۔

سرا بھاؤ یا شرعیہ جو یا زہر شرعیہ کا یہ گنا
ہرگز درست نہیں ہوگا کہ جتنا بھی دائیں بائیں ہٹ جائے
معالج اور اس کے شعبین نے صوف پر ذکر کیا ہے دائیں
بائیں کسی طرح نہایت قتل ہوئے اس کے جست بائی ہوگی اور
یہ بہت صحیح ہے، کیونکہ انھوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جتنا
بھی منتقل ہو جائے تب بھی جست زندہ نہ لے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے جب انتہائی طبع پر انتقال ہوگا تو قیامت کبر کی جست پر
نہ رہے گا، اور متغریب یہ قحور واضح ہو جائیگا۔

خفا صبا کی کہ جب محض رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذہنی
میں یہ بات مرکز جو کچھ سے کہ کعبہ کی جست کی بقا دیکھنے
یہ شرط ہے کہ ماری کی پیشانی سے نکلے والا خط، کعبہ پر
عرض میں گزرنے والے خط کو عرضی شکل میں قطع کرے تو
اس کو ہم ہرگز اگر متعلق ہونے والے نے مذکورہ معیار
والی جست کو چھوڑ دیا اور ضرور اس بائیں دائیں بائیں اس
نے انحراف کیا تو استقبال صحیح ہوگا، کیونکہ اس صورت
میں (مذکورہ دونوں خطوں کے ملنے سے) دو قاعہ ناویلی
نہیں بلکہ ایک حادہ اور ایک منفرجہ حاصل ہوں گے،
جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہو چکے ہیں۔ اور انھوں نے یہ
گمان کر لیا کہ معراج اور درگاہ کلام اس قاعیل انحراف کی
اہلالت کے غلطی سے ہیں کا عرض متعدد کتب میں
ذکر ہے۔ اور انھوں نے اس کی یہ کہہ کر تصریح کر دی کہ
دائیں بائیں ہونے سے مراد کا حاصل یہ ہے کہ عین
کعبہ سے دائیں یا بائیں بہت انتقال کرنا ہے نہ کہ

لا یقطع الخ خط الماس بالکعبۃ عرضا علی
قائمتین کما لا یخفی۔

وسرا بھاؤ صحیح فذلک اولیٰ صحیح فذلک
یصحہن قوله مهماتاً حریصینا اور یسما
واما ذکر المعراج ومن معہ بقاء الوجهۃ
بالانتقال علیہ بقدر مسخر کثیراً وھذا
صحیحہ ولم یدعو الیہ مهماتاً انتقل لہ
یتبدل کیف والناسل فی الانتقال علیہ
لا یبقی مواجہا للکعبۃ لا شلش و
سیدتین لک۔

وخاصاً لما ارتکز فی ذھنہ
رحمہ اللہ تعالیٰ ان شرط بقاء المواجهۃ
حصول خط الوجهۃ الی ذلک، لہذا معترض
بالکعبۃ عمود اقوہم امت لو تولت
المنقل فذلک الوجهۃ واخریٰ قلیلا یمینا
او شمالا لہیہم نکون التواوین
ذوالک حادۃ ومنہ جہۃ کما قدم
فزعہم امت ھذا الامعراج
والذکر ھذا مضالفت لا حبانۃ
الا انحراف انقلیل المعراج
بہا ف غیر مسا کتاب
وصرح بہ اذ قال او الحاصل
امت المراد بالیتامین و
الیتامین لا انتقال من عین الکعبۃ
الی جہۃ الیمین او الیسار لا الانحراف،

انحراف کرنا مراد ہے۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء کی کتب میں ایسا کلام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انحراف غلیل مضر نہیں ہے، اس پر پھر انہوں نے قہستانی، ذوالفقیر کی شرح علامہ نوری اور امالی الفتاویٰ کے والدہ سیغہ المصطفیٰ کی عبارات نقل کیں۔
 قہب ہے کہ علامہ رشیدی (محشی) رحمہ اللہ تعالیٰ درر سے خود اپنی نقل کردہ بات کو قبول کئے، کیونکہ انہوں نے یہاں قہستانی سے جو یہ نقل کیا ہے کہ ایسا غلیل انحراف جس سے کعبہ کا مقابلہ کلید زائل نہ ہو مضر نہیں ہے۔ یہ بعینہ وہی چیز ہے جس کو وہ خود پختہ دہ سے بیان کیچکے ہیں، خود رکھا کلام قہستانی کے خلاف کیسے ہوگا۔

ساد سائنس، لامرکہ دہم بہد
 انحراف وسط جہۃ المستقبل حسن
 مسامحة الکعبۃ لانہما الانتقال والحدود
 عن سطح الجدار الشویف ولو حفظ
 فی نقالہ ثلاث الوجہۃ لاقط علی
 ما یرجہ عن الجہۃ بالکلیۃ، و
 لو انحصرت عن ثلاث الوجہۃ انحرافا
 مناسبا لحفظا لتوجہ الی الکعبۃ
 فکلامہ منقوص طردا وعکسا، ولیکن
 لبيان ذلك موضع شرقی مکة المکرمہ
 بین طویلہما نحو من ثلاث مائۃ

مساد سائنس، لامرکہ دہم بہد
 انحراف وسط جہۃ المستقبل حسن
 مسامحة الکعبۃ لانہما الانتقال والحدود
 عن سطح الجدار الشویف ولو حفظ
 فی نقالہ ثلاث الوجہۃ لاقط علی
 ما یرجہ عن الجہۃ بالکلیۃ، و
 لو انحصرت عن ثلاث الوجہۃ انحرافا
 مناسبا لحفظا لتوجہ الی الکعبۃ
 فکلامہ منقوص طردا وعکسا، ولیکن
 لبيان ذلك موضع شرقی مکة المکرمہ
 بین طویلہما نحو من ثلاث مائۃ

وخمسين ميلا احدى خمسين درج و
عرضه کا الطول حواصن عرضہ
مکتہ المکرمۃ علی مائت با بقیاست
لجديدۃ کا الہ فاذا ت تکون قبلتہ
نقطۃ المفروب سواد بسواء
کمالا یخفی علی المهندس
وذلك لان فی اللوغاس ثمینیات
فلعرض مکتہ ۹۶۵۹۳۵۴۲۳ جیب تمام
ما بین الطولین ۹۶۵۹۳۳۴۲۲ = ۹۶۵۹۵۱۵۸۱
طل عرضہ موقعہ العمود
الموقع من نقطۃ المغرب علی
نصف نفاس البطل عام البسمت ۱۸۵
مکتہ المکرمۃ قوسہ کا الطول دیتہ عرض
البلد فیکون العمود نفسه دائرۃ سمتیۃ
مترسمتی ۱۸۵ البلد و مکتہ ثم نقول
طل ما بین الطولین ۹۶۵۱۸ = ۹۶۵۹۳۱۹
جیب تمام عرضہ موقعہ العمود ۹۶۵۹۳۱۹ =
۹۶۵۹۳۱۹۶۹۳۸ نجمله محفوظا ومنتقل
علی نصف النهار هذ ایضی جیسا و
شی لامع حفظ الموجد یعنی بقاء القطب الشمالی
علی المتکب الایمن فلیکن
اولاً موضعہ علی خط اکا مستواء
فعرض الموقع هو الفاصل بینہ و زمین
عرض البلد لا تتواءم جیبہ
۹۶۵۹۳۴۵۳۶ و یقیق بتضریقہ من

اس صورت میں ان کا کلام جامع اور نفع مند ہے گا اس
کا بیان یہ ہے کہ مکتہ کے مشرق میں واقع ایسا مقام
ہوگا جس کے اور کو مکتہ کے دونوں طولوں میں راستے میں جو
میل یعنی پانچ درجے ہو، اور اس مقام کا عرض کا الطول
مکتہ کے عرض جیسا ہوگا جیسا کہ جدید قوانین میں ثابت
ہے کہ وہ کا الطول ہے، تو اس صورت میں اس مقام کا
قبلہ ٹیک نقطہ مغرب ہوگا، جو کہ ریاضی ان حضرات پر
خفی نہیں، یہ اس لئے کہ کو مکتہ میں عرض مکتہ کے
طل ۹۶۵۹۳۵۴۲۳ دونوں طولوں پر کامل جیب
۹۶۵۹۳۳۴۲۲ = ۹۶۵۹۵۱۵۸۱ ہے نقطہ
مغرب سے گزرنے والے عمود کے مقام کا طول نصف نهار
کے وقت میں مکتہ کے سمت پر سے گزرے گا، تو
اس کا قوس کا خط دیکھ جو عرض بلد کے مساوی ہوگا
اس طرح خود عمود ایک دائرہ مماس ہوگا جو اس البلد
اور مکتہ کے دونوں سمتوں سے گزرے گا۔ پھر ہم
کہیں گے کہ دونوں طولوں کا طول ۹۶۵۱۸ = ۹۶۵۹۳۱۹
عمود کے موقع کے تمام عرض کا جیب ۹۶۵۹۳۱۹ =
۹۶۵۹۳۱۹۶۹۳۸ ہے جس کے ہم محفوظ کر لیں گے اور
ہم دائیں کندھے پر قطب شمالی کو باقی رکھ کر اپنی جہت
کو محفوظ بنا کر اس نصف النهار پر دائیں اور بائیں
منتقل ہوں تو
اولاً خط استواء پر ایک موضع ہو تو عمود کے
دوران کی جگہ کا عرض منفی ہونے کی وجہ سے اس کے اور
عرض البلد کے درمیان زائد ہوگا، جس کا جیب
۹۶۵۹۳۴۵۳۶ ہوگا۔ اس کو محفوظ سے تقریب

کرنے پر شمالی انحراف کا نکل ۴۸° ۲۶' ۳۴" ۹۰۳۴۹۶۳۸
 جس کا قوس سے لے کر مکمل عرض الیٰ ہرگا، پس اب
 جس نے اپنی جہت کو محفوظ رکھا اس کا قبلہ سے ۷۷ درجے
 سے زائد انحراف ہوگا تو اس کو قبلہ قرار دینے کی بجائے
 غلط سمت پہلو پھرنے والا قرار دینا بہتر ہے کیونکہ اس
 کے حقیقی پہلو اور کعبہ کے درمیان صرف ۱۳ درجے سے
 بھی کم باقی رہے گا، اور کعبہ اور اس کے چہرے کے
 درمیان ۷۷ درجے سے زائد ہوگا، اب اگر وہ اس
 جہت سے اپنے دائرے یعنی شمال کی طرف ۷۷ درجے
 سے زیادہ انحراف کرے، تو تب بھی اس عظیم انحراف سے
 کعبہ کی جہت کو پائے گا، تو یوں ۲۲ درجے سے کم
 انتقال سے اس کی جامعیت اور مانعیت ختم
 ہو جائیگی۔

ثانیاً ایک ایسا موضع جس کا عرض ۷۷° ۵۸' ۵۸" ۹۰۳۴۹۶۳۸
 شمالی ہوگا کہ شمال اور جنوبی انتقال ایک جیسا ہو جائے
 تو اس کا تقاضا ملود کے موقع کے عرض سمیت اسی
 کے برابر ہوگا تو دونوں کا جیب اور مثل ایک ہی ہوگا
 تو یہاں سے قبلہ کا انحراف مغرب کے نقطہ سے جنوب
 کی جانب عرض الیٰ ہوگا اور وہی طرانی لازم آئے گی
 ہو آتی۔

ثالثاً ایک ایسا موضع ہے جس کا جنوبی عرض
 ۷۷° ۵۸' ۵۸" ۹۰۳۴۹۶۳۸ کے موقع کے عرض سمیت
 مثل الیٰ ہوگا جس کا جیب ۳۰° ۵۵' ۵۵" ۹۰۳۴۹۶۳۸
 محفوظ سے تقریبی ۵۵° ۵۵' ۵۵" ۹۰۳۴۹۶۳۸ قوس ہوگا
 یہ نکل کا خط جس کا نکل قدرتا ہوگا اس صورت میں

اس محفوظ قوس الانحراف شمالی ۴۸° ۲۶' ۳۴" ۹۰۳۴۹۶۳۸
 قوسہ سے لے کر تمامہ عرض الیٰ من حفظ
 الوجهة فقد انصرف عن القبلة اکثر
 من سبعم و سبعین درجة وهو بانہ
 یسبب عجب بانہ حق من انہ یسبب
 مواجہا ذلہ یبق بین جنبہ الحقیقی و
 بین لکعبۃ الاقل من ثلث حشرۃ درجة و
 بینہا و بین وجہہ اکثر من ۷۷ درجة و انہ
 انصرف عن تلك الوجهة الى یسببہ
 بعض الشمال اکثر من ۷۷ درجة فقد
 اصحاب القبلة بهذا الانحراف العظیم فانفق
 ذلك طرہ او عکس فی انتقال اقل من الثنتین
 وعشرین درجة۔

ولیکن ثانیاً موضع عرض ۷۷°
 ۵۸' ۵۸" ۹۰۳۴۹۶۳۸ شمالی ہوگا کہ شمالی مثل ذلك
 جنوبی تقاضا ملود کے موقع کے عرض سمیت اسی
 کے برابر ہوگا تو دونوں کا جیب اور مثل ایک ہی ہوگا
 تو یہاں سے قبلہ کا انحراف مغرب کے نقطہ سے جنوب
 کی جانب عرض الیٰ ہوگا اور وہی طرانی لازم آئے گی
 ہو آتی۔

ولیکن ثالثاً عرض ۷۷°
 ۵۸' ۵۸" ۹۰۳۴۹۶۳۸ کے موقع کے عرض سمیت
 مثل الیٰ ہوگا جس کا جیب ۳۰° ۵۵' ۵۵" ۹۰۳۴۹۶۳۸
 محفوظ سے تقریبی ۵۵° ۵۵' ۵۵" ۹۰۳۴۹۶۳۸ قوس ہوگا
 یہ نکل کا خط جس کا نکل قدرتا ہوگا اس صورت میں

نقطہ مغرب سے قبل کا انحراف ۸۵ درجے ہوگا اور
نقطہ شمالی کی طرف صرف پانچ درجے باقی رہے گا ،
پس اگر وہ اپنی اس توجہ کو محفوظ رکھے تو اس کی نماز
لازمی طور پر باطل ہوگی ، اور اگر وہ قطب شمالی کی طرف
ہجرت کرے تو اس کی نماز یقیناً درست ہوگی اور اگر ہم
دونوں طولوں میں اس سے کچھ فاصلہ فرض کریں تو
تفاوت اس سے بھی بڑھ جائے گا ۔ خلاصہ یہ
کہ اس سے بے شمار حرایاں لازم آئیں گی ۔ تو حق یہ
ہے کہ دور دور مسافر کی عبارت میں حشیشیہ الزمرہ کے
ذکر کردہ امور میں سے کچھ بھی نہیں ، نہ اس خط پر حسب
تواضع اشتعال کا جواز اور نہ ہی معمولی انحرافات کے
جواز کی ان دونوں سے مخالفت اللہ نہ ہی بے بہت
کے لئے توجہ کے مستحق ہے کی شرط اور نہ ہی مختلف
زاویہ والے دو خطوں کے پیدا ہونے سے ان دونوں
حضرات کی طرف سے نماز کے فساد کا افادہ ، غرضیکہ
حشیشیہ الزمرہ کی فہم کردہ ان مذکورہ چیزوں میں کوئی
بھی ان دونوں حضرات کی عبارت میں موجود نہیں بلکہ
معاظرتوں سے جیسے میں کہتا ہوں (اقول) انہوں
نے دو قانوں کی شکل میں اس کو قطع کرنے والے خط
پر سے انتقال فرض کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ
حقیقی سمت والے مقام مفروض پر خاص نصف نماز
کے وقت قاطع خط سے ایسا انتقال ہو جس سے سمت میں
کچھ انحراف حاصل ہو سکے بالعکس اس کے جو علامہ
حشیشیہ الزمرہ نے سمجھا ، یہ اس لئے کہ اگر کعبہ کو
مرکز قرار دے کر اس کی طرف استقبال کرنے والے

نقطۃ المغرب خمس و
درجۃ ولم یبق الی نقطۃ الشمالی
خمس درجۃ وانت حفظ الوجهۃ
بطلت صلاتہ قطعاً وانت توجہ الی
انقطب الشمالی صحت یقیناً وانت اخذت
ما بین طولین اصغر من ذلك یتلہ
التفاوت اکبر من ذلك وبالجملة
فتلہ استحکات لا تحصى فالحق انت
یس فی عبارة الدر ولا المصراع شیء مما
ذکر ولا ما فہم من جواز الانتقال علی
ذلك البطلہما شاء ولا ما فہم من
مخالفتہما لتجويز الانحراف الیسیر
ولا ما فہم من اشتراط حفظ الوجهۃ
بقاء الوجهۃ لولا ما فہم من افادتهما
فساد بتسلوۃ ان حدوث الخطا
نراویتی من مختلفین بل الا مرفیہ
كما اقول اہم اما فرضوا الانتقال
علی انقطع لہ علی قائمتین اے
علی نصف نہاس الموضع المضر وض
المسامت حقیقۃ لیحصل بالانتقال
الانحراف علی عکس ما فہم
العلامۃ المحشی رحمہ اللہ تعالی
وذلك لانه لو جعلت الکعبۃ مرکزاً
ورسمت بعد مستقبلہا دائرة
نقلت ہو علیہا حتی طافت الدنیا

کے فاصلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دائرہ بنایا جائے تو ذہنی
اس دائرہ پر انتقال کرتا چلا جائے حتیٰ کہ ساری دنیا کا
چکر بھی لٹکائے اور پہلے مقام یعنی فرضی مقام پر لوٹ
آئے تب بھی اس کا استقبال حقیقی باقی رہے گا اور
ذرا بھی انحراف نہ ہوگا اور مذکورہ انحراف کے ذکر سے ان کا
مقصد معمولی انحراف کے جواز پر تنبیہ کرنا ہے تو اس لئے
انہوں نے مذکورہ خط کو فرض کر کے یہ ذکر کیا کہ اس مذکورہ
دائرہ والے خط پر کسی فرضی تک انتقال کرنے والے کی
بہت تبدیل ہوگی اور یہ بات انہوں نے درست
فرمائی ہے تاہم انہوں نے فرض کی تعداد میں نہ فرما کر
یہ واضح کیا کہ یہ تعداد کب تک دائرہ والے خط کے بعد پر
موقوف ہے یعنی بعد کی تبدیلی سے فرض کی تعداد بدل جائیگی
جیسے ”ترتیباً“ وہ عام بطور کا انتقال مروی ہے
تو پھر بیان میں فرض کی قید ذکر نہ کرتے بلکہ یوں کہتے ہیں
”تو چاروں انتقال کرو اس سے جہت میں تبدیلی نہ ہوگی“
یہ وہ ہے جس پر تنبیہ ضروری تھی، جبکہ تو فی حق صرف اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہے۔ یہ بھی اپنی بحث میں واضح کرنا چاہئے۔
خاقول، ثالث، (نوٹ) یہ مثال اس

اوقات سے متعلق ہے جو صفحہ ۸۸ پر گزرنا

فہم کی عبارت کی شرح کرتے ہوئے
عربی میں ارشاد کرتے ہوئے فرمایا اس میں بھی کچھ امر باقی ہے
تو یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ ”ترتیباً“ عبارت میں علی الاستقامۃ
کا تعلق ”یصل“ کے لفظ سے ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے
کہ کبر کا استقبال کرنے والے نمازی کی پیشانی سے
نکلنے والے خط میں جس مکان میں استقامت ضروری ہے

وعاد الی مقامہ الاولیٰ علی الفرض
بوزل الاستقبال الحقیقی ولم یحصل
انحراف من حیلا ومقصودہم امت
ینبہوا علی جواز الانحراف الیسی
فرضہما الخط کما مر ذکرہ انہ
لا یجوز الی الجہۃ بالانتقال
علیہ الخ طراسۃ کثیرۃ
وقد مر قواک ذلک و لم
یقدر و الخ طراسۃ لانہا تتبطل
بتبدیل البعد کما تقدم و لو مر امو
لکریۃ لانتقال مطلقا لما
قیدوا بفرضہ و قلوا
لا یزول ہا لا تنقصر کم من
قائم فہذا ما حکمت
یجب التنبیہ لہ وبالله
استوفیت ولیرجع الی ما کنا
فیہ ۔

خاقول ثالث بقی فی شرحہ

عبارة السدس عشر وهو جملة
”علی استقامۃ“ متعلقاً ”یصل“
وانت تعلوا انہ کما یجب
الاستقامۃ بہذا المعنی
فی الخط الخاسر من الجہۃ
کذلک فی الخط السار بالکعبۃ
عروضاً و علی جعلہ متعلق

یہی حاصل ہے بقیایماء الی استقامة المار و
 یہی قولہ بحیث تحصیل قاضیات
 مجرد بیانات لقولہ علی استقامة
 فالاصوب عندک جعلہ متعلقا
 بالماہر لیستد البیانات ولیہمیر
 تاسیس و لیتعلق بالقریب ہذا صاکن
 یتعلق بالاحصل الاول وحصلہ
 الف حصل الحلیمی فی حواشی
 الدوسر علی بیات التقریبیہ
 حیث قال لقولہ بحیث
 یحصل قاضیات باطلقہ
 تشمل ان یمکن القاضیات
 متساوی بعد ہا من العین
 الف جدار الکعبۃ اولاً فالاول
 هو المراد فی التوجہ الی
 العین والمشافی فی التوجہ
 الی البہتہ وهو المراد ہنا
 فقط "ثم قال" حاصل
 ان تقع الکعبۃ بین
 خطیعت الی اخر ما قدمنا
 عنہ فصرح بالمصاد و
 جعل حاصل الوجہین
 واحداً

اسی معنی میں کہہ رہے عرضی طور پر گزرنے والے خط میں بھی
 استقامت ضروری ہے اور علی استقامة کا تعلق
 "یصل" سے کرنے میں کہہ رہے ہیں اس سے گزرنے والے
 خط کی طرف اشارہ باقی رہے گا اور اسی طرح ذکر کی
 جہت میں بحیث تحصیل قاضیات "کو دیکھا جائے
 تو وہ وقت تعلق استقامة" کا بیان بھی کر رہے ہیں
 لہذا میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ تعلق استقامة" کا
 تعلق "یصل" کی بجائے لفظ "الماہر" سے کیا جائے
 تاکہ دونوں بیان تام ہو جائیں اور تاسیس یعنی نیا خانہ
 بھی حاصل ہو جائے نیز اس کا تعلق قریب ہی ہو جائیگا،
 یہ مذکورہ ساری گفتگو پہلے محل سے
 متعلق ہے۔ جو کافی محل طے نے ذکر کی شرح کرتے ہیں
 اس کی عبارت کامل مستحقیق کی بجائے سمجھتے ہیں
 قرآن (یعنی عین مست کہہ کی بجائے انہوں نے اس کو
 جہت بعد پر محمول کیا ہے) جہاں اصل نے کہا قولہ
 فی حیث تحصیل قاضیات "اس کو غماز کیا ہے لہذا
 وہ دونوں قائمے کی گنا حاصلہ دونوں نکروں کے درمیان یکساں
 ہو گیا نہ ہوگا، مساوی ہو تو اس سے عین کہہ کی طرف
 توجہ مراد ہے اور اگر مساوی نہ ہو تو اس سے جہت
 کہہ کی طرف توجہ مراد ہے، اور یہاں یہی آخری یعنی
 فقط جہت کی طرف توجہ مراد ہے، پھر انہوں نے
 فرمایا کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ دونوں سطوں کے
 درمیان واقع ہوا لہذا جہاں تک ہم نے پہلے ان سے ذکر

کر دیا ہے نیز ضمیمہ انہوں نے مراد کی تصریح کر دی ہے درودوں
وہوں کا حاصل انہوں نے ایک ہی قرار دیا۔

اقول ان کا یہ بیان کئی طرح سے بہتر ہے
ایکہ جو تو مانتا کہ یہ قول ہے کہ کئی کے لئے عین کعبہ کا
استقبال اور غیر کئی کے لئے جہت کعبہ کا استقبال ہے
لہذا وہ بتا رہے ہیں کہ اب سمت تقریبی کو بیان کر رہے
ہیں (یعنی وہ جہتہ العیونہ) ذکر سمت حقیقی جس کا
وقوع میں کعبہ پر ہے اور اس لئے بھی کہ انہوں نے بعد
میں یہ کہا یا ہم تو کہیں کہ ان فقہاء الکعبۃ "لو"
جیسا کہ شمس نے قول میں گزرا ہے اسی بیان کے بارے
میں شک نہیں کہ یہ سمت تقریبی سے متعلق ہے، نیز
ماتن کا قول "اد فقول" نکلا جراتا ہے کہ دونوں
کا حاصل ایک ہے اور نیز اس مراد پر جن کا حقیقی معنی

مراد ہوگا علامہ طحاوی نے اس کے
اسی طرح کہا اور انہوں نے ذکر
کے بیان کے مطابق تصویریں بنائی۔
اقول علامہ طحاوی جبین البصیر جبین البصیر
کے بیان میں "دونوں غلوں

کا ایک شکل پر ہونا ضروری نہیں" در نہ اعتراض پیدا
ہوگا کہ انہوں نے جبین کا حقیقی معنی یعنی پیشانی کی
دونوں طرفیں (دہلی) مراد لینے کے باوجود جبین سے
نکلنے والے غلوں کو میں کعبہ پر بصورت نمود (سیدھا)
مرا کر سمت حقیقی کو بیان کیا ہے تاکہ ہمارے پتلے

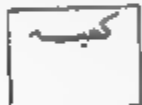
اقول وهذا أولى بوجوه لقوله
في صدره استقبال عین الكعبة
للمن وجہتها الغیر ان یصل
فانما انہ الامت بمراد بیتی
الاستقبالیة لا الحقیقة الواقعة
على البیت ولانہ قال بعدا ونقول
هو ان تقع الكعبة الف
آخر ما تقدم ف القول
الثالث ولا شك انہ للتقریب وظاهر
قوله ونقول انہ محصلهما واحد و
لان لجبین یكون على حد معناه الحقیق
وكذلك فهم العلامة
الطحاوی فصور بیان
المراد هكذا۔

اقول ویس
جبین البصیر جبین البصیر
بما احدث وثا الخطین

في حالة واحدة حتى يرد عليه انه
مع حمل الجبین على طرفی لجبهة
مدل الى جعله لبیان التتحقیق حیث
اوصل الخطین الى الكعبة عمودین
وانه قد علمت مما قد من امت

بیان سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ چین (چیشانی کے پہلو) سے نکلنے والا خط چیشانی کے وسط سے پیدا نہیں نکلتا بلکہ دائیں چین سے نکلنے والا خط دائیں طرف و بائیں چین سے نکلنے والا بائیں طرف نکلا گا اور یہ مرکز چین نہیں کہ دونوں چینوں سے نکلنے والے خطوط خودی طرز پر خط مستقیم پر نکلیں بلکہ میری رائے میں ان کا یہ سبب انقیاس اور انقیاس کی صورت کا بیان ہے کہ شفا القیاس یہ ہے کہ نمازی کی دائیں چین کا کعبہ سے بائیں طرف انحراف ہو جائے اور انقیاس یہ ہے کہ اس کی بائیں چین کا کعبہ سے دائیں طرف انحراف ہو جائے لہذا اس صورت میں دونوں چینوں کے خط مستقیم شکل میں کعبہ کی طرف ہوں گے

اس کی تصویر
یوں لکھا
مناسب ہے



ایسے شکل قوس دائیں چین قوس بائیں چین مقام کو یوں سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ قول جو انہوں نے اپنی بنائی ہوئی تصویر کے بارے میں ایک فاضل سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے زاویہ قائمہ حاصل ہوا اور اس کی طرف نمازی کی چین سے نکلنے والے خط سے دو سوا قریب حاصل ہوا امدان دونوں خطوط سے دو سوا زاویہ پیدا ہوئے۔

فاقول (تو میں کہتا ہوں) اگرچہ ان کے اس مختلف

لحظ الخارج من الجبین لا یمخرج علی استقامة الجبهة بل منحرفا معن الجبین الا یمن یمینا ومن الا یسر یسارا وانه لا یمکن ان یکون کلا الخطین الخارجین من الجبین عمودا علی خط مستقیم بل المراد بعدی تصویر القیاس من و لقیاسا لاول مثلاً جبین المصلی الا یمن عند انحرافه عن الکعبة یسار او الشالی جبینه الا یسر حیث انحراف یمیننا و ایفساح



یفهم هذا المقام ، اما قوله رحمه الله تعالیٰ فی بیان تصویر بقلا عن بعض الا یمن ، فقد حصل من الخط الخارج الی الکعبة قائمة ومن الخط الخارج من جبین المصلی قائمة اخرى وحدث منهما تراویتان متساويتان اهـ -

فاقول هذا و ان کامن

فی حکایتہ غنی عن تکایتہ کنت لا ازساہ
فیہ بہم فامہم مرحہم اللہ تعالیٰ
لہدین لہم اشتغال تلک العتق وقد کفوا معقتین
بہا لہم ولعن فرحہم اللہ تعالیٰ و مرحمتنا لہم
مرحمتہ تکفی و تغنی آمین !

شہر اعلم ان الجبین متبیین
فی الجبین الی حدائق العاجبیت ، قال فی
القاموس الجبینان حرفان مکتعاً الجبۃ
من بنیہا لہما بین الحاجبین معہد الی
قصاص الشہرۃ

کی ضرورت نہ تھی ، لیکن اس سے ان پر طعن نہیں آتا کیونکہ
ان حضرات کا اس فن سے خاص شغل نہیں ہے وہ
صرف اپنے مقصد اور ضروری مراد کو بیان کرنے کا اہتمام
کرتے ہیں ، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر اپنی کھایت کرنے
والی رحمت فرمائے ، آمین !

پھر واضح ہو کہ دونوں جبینیں دونوں ابروؤں
کے برابر جابینیں بنتی ہوتی ہیں ۔ قمارکس میں ہے :
" جبینیں پیشانی کی دونوں طرف سے گھیراؤ کرنے والی
دونوں طرفیں ہیں جو دونوں ابروؤں سے بلند ہو کر پیشانی کے
بالوں تک پہنچتی ہیں ۔ (دت)

بالوں ہمارے تحقیق پر قول چارم کا حاصل یہ ہو کہ محاذات حقیقہ سے دونوں طرف ٹھیک کھینچ کر جبین
یعنی کنارہ پیشانی محاذی کنارہ ہوتی ابرو سے عرضاً اس کے استقامت پر اُفتی کی طرف جلسے سطح کعبہ معتقلہ پر
زاویہ قائم بنا کر اسے اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر ہے کہ اس کی پرجین سے دوسری کعبہ یعنی مابین دو ابرو
اگر مرکز مدور فرض کیا جائے تقریباً ربع دور ہو گا تو وسط جہ سے ہر طرف ٹھن دور سے صفت نہ کرنا پر خط اگر وسط
پیشانی پر جاتا تو محاذات حقیقہ ہوتی ، اب اُس سے ٹھن دور پھر ناچھو بڑا تو ہی مابین کعبہ میں ۴۵ - ۴۵ درجے
آئے ، قول سوم کا بھی یہی حاصل تھا " اور کہیں نہ ہو کہ عبارت دوسرے سے اُن کا ایک حصہ حاصل ہونا ظاہر کما قد ہما
وہ اللہ التوفیق ۔

چشم اہل مشرق کا قبلہ مغرب ہے ، اہل مغرب کا مشرق ، اہل جنوب کا شمال ، اہل شمال کا
جنوب ۔ اور جب تک ایک جہت دوسری سے پہلے مثلاً ربع مغرب میں قبلہ ہے ، یہ ربع شمال یا ربع جزا
کی طرف منہ کرے جہت قبلہ باقی رہے گی ۔ اقول اس قول کا حاصل یہ ہے کہ موضع مصلیٰ سے محاذات حقیقہ
کا خط کعبہ معتقلہ پر گزرتا ہوا دونوں طرف کے افقی تک ملا دیں اور وہیں سے دوسرا خط اس پر طو و گرائیں کہ افقی کے
چار حصے مساوی ہو جائیں ، پھر ہر حصے کی تنصیف کر کے ہر دو نصف متجاور میں خط وصل کر دیں ان اخیر شرط سے
جو چار ربع افقی حاصل ہوں گے وہ چار بائع جہات اربعہ ہیں ان میں وہ ربع جس کے نصف پر کعبہ معتقلہ ہے جہت

استیوار اور باقی دور پہ جہات ہیں و شمال
 اربع خط ای ذات تحقیقہ ۳۶ اس پر
 رہے ۱۶ کو ح اور رہے ۱۶ کو ط تحقیق
 ی ح قوس ح ا ط جہت قبلہ ہے
 ی ح جہت میں، ح ط



استقبال ہے اور اُس کے مقابل جہت
 بایں صورت حاصل ہے اور سر کبرج منکر،
 عمود، ان نقاط اور لہر نے ترتیب افق کی پھر
 کہ کھنڈ ح ط طویا، یعنی خط ح ط ی۔
 اور ی ح جہت استقبال بار،

جہت شمال۔ اگر اُن کی طرف منظر سے میں کعبہ کی طرف متوجہ ہے اور روا ہے کہ دینی جانب ح یا بایں طرف
 ط کے قریب تک پھر جہت قبلہ باقی رہے گی، جب قوس ح ا ط سے باہر گیا جہت درہی قوس ی دونوں جانب
 ۳۵-۳۵ درجے تک انحراف روا تھا۔ قول نہیں خود لام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول،
 فتاویٰ غیریہ میں ہے،

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ مغرب والوں
 کا قبلہ مشرق ہے اور مشرق والوں کا مغرب ہے شمال
 والوں کا جنوب اور جنوب والوں کا شمال ہے۔
 ر ت

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ المشرق
 قبلۃ اهل المغرب والمغرب قبلۃ اهل
 المشرق والجنوب قبلۃ اهل الشمال و
 الشمال قبلۃ اهل الجنوب۔
 شرح نقایہ علامہ ترمذی میں ہے،

ذہبی نے کہا کہ مشرق والوں کا مغرب قبلہ ہے اور
 اس کے برعکس، اور شمال والوں کا جنوب قبلہ ہے
 اور اس کے برعکس۔ پس جہت بھی عین کعبہ کی طرح
 قبلہ ہے۔ (ت)

قال الزند ویسی ان المغرب قبلۃ لاهل المشرق
 وبالعکس والجنوب لاهل الشمال وبالعکس
 فالجہۃ قبلۃ کالعیۃ

علیہ میں ہے،

زند ویسی نے اپنی کتاب "روضہ" میں مذکورہ تقریب پر
 یقین کا اظہار کیا ہے، الا انہوں نے یہ بات کعبہ کو
 وسط زمینی پر قرار دینے کے بعد کہی اور اس کے ثبات

قد قطع الزند ویسی فی موضعہ بالتصریح
 المذکورۃ الا قالہ بعد ما ذکر انہ
 بناہ علی کون الکعبۃ وسط الارض وتوہد

میں انہوں نے تردید کیا ہے، پھر انہوں نے اس کی تائید
امام رازی کے کلام جو ان کی تفسیر میں ہے سے فرمائی
یہ بات مسلمہ قضایا میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں اس
میں تردید کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ زمین کے جس نقطہ کو
وسط قرار دیں وہ کعبہ ہے اس لئے کہ زمین گول ہے
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو "مناجاة للناس" قرار دیا ہے
پھر یہ تقریب کعبہ کے وسط جو سب پر موقوف نہیں ہے۔
آپ نے خیال نہیں کیا کہ ہم نے مازی کی جگہ کو وسط فرض
کرتے ہوئے اس کی تصویر بنائی ہے۔ (د ت)

چار سے ہاں مشرق والوں کا قبلہ مغرب اور مغرب والوں
کا مشرق ہے۔ اور حدیث والوں کا قبلہ مغرب کی طرف
متوجہ ہونے والے کی ایسی طرف ہے، اور حجاز والوں
کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے کی بائیں جانب ہے۔
اقول انہوں نے حجاز سے گریہ دیاں صحرا
مراد لیا ہے ورنہ ہرگز منورہ حجاز کا مرکز اور سردار ہے
بلکہ چورسے عالم کا سردار ہے۔ پھر قطعاً یہ معلوم ہے
کہ ہرگز منورہ کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے
کی بائیں جانب یعنی جنوب ہے، اگر یا انہوں نے
بیان میں غلطی سے، یحییٰ کی جگہ لیا کہ ایک طرف سے
سے بدل دیا، یا پھر مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے
سے بدل دیا واللہ تعالیٰ اعلم، جو سکتا ہے کہ جو خانیہ میں
مذکور ہے وہ بھی اسی طرح کی تبدیلی پر مبنی ہو کہ ہندو اور گا

فی ثبوتہ ثوابہ بکلام الامام الرازی فی
التفسیر وانه من القضا یا المتقاة بینہم
بالقبول اقول لا محل لتعدد ذات الارجح
کرة لذلک ان تقدرا یة نقطة منها شدت
وسطا والکعبة احق بذلک قامت اللہ
تعالیٰ جعلها مثابة لکس ثم الفرض لا یتوقف
علیہ الا تری انا صورتناہ بفرض موضع
الموضع وسطا۔

نظم رغوئی پھر ذخیرہ پھر علیہ میں ہے،
قبة اهل المشرق الى المغرب عند ما وقبلة
اهل المغرب الى المشرق وقبلة اهل المدينة
الى یمن من توجه الى المغرب وقبة اهل
الحجاز الى یس من توجه الى المغرب
اقول لانه اس اذ بالحجاز نحو
الیمین والا فالمدینة السکينة مسیدة
الحجاز وسیدة بلاد العالم ثم من
المعلوم قطعاً ان قبلتها الى یس من توجه
الى المغرب اعی الجسوب فکانہ انقلاب
فی البیان الیمینی و یس اس او تبدل المشرق
بالمغرب ولعل من هذا الثقیل و اللہ
تعالیٰ اھل ما وقم من الخانیة من
ان القبلة لاهل الهند ما بین المکرک

ایمانی الی الحجاز وکتبت علیہ اقول هذا
 جهة الجنوب ولا یصل الابلع بلاد الهند
 الی مصر الی تقریباً الا ان یقرأ الحجاز بمکر
 وهو الحطیم ویراد بامرکن ایمانی الحدار الیمانی
 تب ما یدخرج العایتان فیبقى الحدار الشوق
 الذمب فیہ اباب المکریم او یقرأ المکرکن
 علی معناه یدخل العایتان ویراد التوریع
 ای قبلة الهند متورعة من الجنوب و
 المشرق والشمال وهذا السید بعد قوله
 ثم تعین کل قوم منها ای من الکعبه
 فقام فلاح الشام لمرکن الشامی ولاهل
 المدینه صوبه . الحطیم والمیزاب و
 لاهل یمن المکرکن الیمنی ولاهل یمن
 فیتأمل والله تعالی اعلم

قبلہ رکن یمانی اور حجر کے مابین ہے۔ اور میں اس پر مائیک
 کعبہ جنوبی جنت ہے، اور یہ صرف بعض ہند جو کہ عرض الہ
 تقریباً ہے کا قبلہ ہو سکتا ہے۔ غاں، اگر حجر کی بجائے
 جمجمہ کعبہ (زیر) کے ساتھ پڑھا جائے، یعنی حطیم
 کعبہ مراد لیا جائے، اور رکن یمانی سے مراد ساری
 یمانی دیا ر مراد لی جائے اور پھر دعائیہ کی سیان کردہ
 لیمانی میں سے، دونوں انتہاؤں یعنی یمانی و دوار، اور
 حطیم کو خارج کر دیا جائے اور صرف ان دونوں حدود
 کا در یمانی یعنی کعبہ کی شرقی دوار میں کعبہ کا دوری زدہ
 ہے مراد لیا جائے، یا پھر نیل کا جلنے کو رکن یمانی اپنے
 اصل یعنی پرباقی رہے اور دونوں حدیں یعنی رکن یمانی اور
 حطیم کو شمار میں داخل مان کر ہند کے قبلہ کو پھیل دیا جائے
 اور ان کے مابین کے بعد کا قبلہ جنوب شرقی و شمال میں پھیلے ہوئے
 لیکن یہ احتمال ان کے اس بیان کے بعد بعید ہے کہ پھر کعبہ کا
 ہر حصہ ایک قوم کے لئے متعین ہے، شام والوں کے لئے رکن مشرقی اور ہند والوں کے لئے حطیم اور میزاب کا حصہ
 لیکن والوں کے لئے رکن یمانی اور ہند والوں کے لئے الزمہ کعبہ، یعنی رکن یمانی اور حجر کا درمیان ہے، طور سے کام لو،
 واللہ تعالی اعلم۔ (ست)

اقول میں قول نقل و نقل و شرح و حرف سہ سے مزید اور یہی مضبوط الاقوال و احمل و امح و
 الظر واسد۔

اذا کان یرخو امام مذہب سے منقول و کلام الامام امام الکلام (امام کا کلام، کلام کا امام ہے) سے
 اذا قال الامام فصحت قولا
 فان القول ما قال الامام
 (جب امام فرمائے تو اس کی تصدیق کرو کیونکہ میری قول وہی ہے جو امام نے فرمایا ہے)

ثانیاً امام احمد بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا اتى احدكم اهل بلد فلا يستقبل القبلة جب تم میں سے کوئی شخص پاخانے کو جائے تو نہ قبلہ کو ولا یولیہا ظہرا ولا یکن شرقا و ادغر یغوا۔ منہ کو نہ پیٹھ کی طرف نہ پیچ کر نہ کرو۔

یہ طریقہ قبلہ کا قبلہ جانب جنوب ہے لہذا شرقاً غرباً منکرنا فرمایا، ہمارے بلاد میں جزائے شمال ہوگا۔ عرب میں جنوب شمال کے کسی جگہ کو نہ یا پشت کرنے کی اجازت ارشاد نہ ہوئی اور شرق و مغرب کے کسی جگہ کا استقبال نہ فرمایا تو دائرۃ اُفق کے صاف چار نصفہ ظاہر ہوئے ہیں ایک جنوب استقبال ہے۔

ثالثاً شہوت عام میں بھی یہ دائرۃ چار ہی ربع پر منقسم شرق غرب جنوب شمال اور بدن انسان بھی چار ہی رُخ و پہلو رکھتا ہے قدیم، غلط، عین، شمال۔ انھی میں فوق و تحت و بائیں و بائیں میں ہواست سستہ مشہور میں ان چاروں میں ایک کو دوسری پر کوئی ترجیح نہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ خشک ایک کا اقسام ۴۰ اور سبے ایک یا ہوا سے اور دوسری کا صرف ۴۰ تک تو دائرۃ اُفق چار ربع متساوی ہی پر منقسم ہونا چاہئے۔

مہا بعد دائرۃ اُفق میں چار نقطے مفروض ہوئے ان میں ایک نقطۃ استقبال حقیقی ہے، دوسرا استدبار حقیقی، دو باقی عین و شمال حقیقی، تو یہ ان میں کسی نقطہ کا ٹیکہ محادی نہ ہو اس کی تقریب لاجرم راجح بقرب ہوگی بعید کی طرف نسبت جمید ہے ذکر تقریب، لاجرم ہر ایک کے پہلو پر وہی ٹیکہ ٹھہرے اور اس کا مقصد پڑھے گا۔

خواہی تمام اقوال مذکورہ میں یہ ایسا نص ہے کہ دوسری طرف راجح نہ ہوگا اور فقہ اقوال سب اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور فائدہ مستموم ہے کہ توفیق ابقائے خلافت سے اولیٰ ہے اور عقل جانب مفسر رو کیا جاتا ہے، قول سوم و چارم کا یہی اصل ہونا تو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور قول اولیٰ میں جارت غیر قبیلۃ اہل المشرق و المغرب عندنا (ہمارے نزدیک اہل المشرق و اہل المغرب کا قبلہ - ت) کی مشہور امام ابن امیر الحجاز نے اسی عبارت ذخیرہ من نظم الاندلسی سے فرمائی جس میں تقسیم رباعی مذکور قول دوم میں چاروں سے جہر مراد لینا چاہئے کہ موضع مورد ہونے کے سبب اشرف اجزائے دہر ہے اور رگزرا کو وجہ مطلق چھوٹی ہے

۲۹/۱	مطبوعہ تحریک کتب خانہ کراچی	باب استقبال القبلة بمناط ۱۱	صحیح البخاری
۳/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب کراہیۃ استقبال القبلة الا	سنن ابوداؤد
۱۸۵	مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور	شرط الرابع استقبال القبلة	لکھنؤ علی

۳ تو جتیں ہمیں و شمال بھی داخل استقبال ہوتی جاتی ہیں کہ کلان کے نزدیک کنپٹیوں کی جہت یقیناً جہت چپ راست
۱ ہے، وہ شخص کے برابر برابر ایک سمت کے جوار سچہ ہوں کوئی نہ کہے گا کہ اُن میں ایک کا منہ دوسرے کی طرف ہے غرض
کچھ کو اپنی دہنی یا بائیں کنپٹی پر لینا لٹنے صرفاً کسی طرح استقبال نہیں۔

ساد سنایہ تو قطعاً معلوم کہ قول بول و دوم اور ایک قوم پر سوم کا جوار سال و اطلاق ہے ہرگز مراد
نہیں ہو سکتا، اب اگر تنقید میں اسی تزیین ہمت کی طرف رجوع کیجئے تو میں مطلوب ہے درنہ یک میں کوئی حد فاصل
معین و مزاج ملاعتبار نہیں اور تزیین با مزاج باطل تو حد بندہ کے کی کہ یہاں تک انحراف روا اور اُس کے بعد فساد تو
یہی قول اضبط الاقوال ہے تو اسی طرف رجوع بلکہ اُن سب کا بھی راجع مناسب۔

سا بھنا اس میں وسعت جہت اُن سب سے تنگ تر، قویسی اصول ہے کہ جہاں تک اُس کا مفاد ہے
وہ تمام اقوال نہ کہہ کر یقیناً جہت قبلہ ہے اور جو اس کے مفاد سے باہر ہے وہ مختلف کرد و مشکوک و نامضبوط
ہے تو اخذ متفق و ترک شبہ و اختلاف ہی مناسب، ۵ جرم اسلامی ملہائے بیانات نے بھی شرع سے اخذ کر کے
جہت قبلہ کے لئے یہی ضابطہ بنا دیا، فتاویٰ غیرہ کے ایک سوال میں ہے،

من القواعد الفلکیة اذا كان الانحراف عن مقتضى الأدلة اکثر من خمس و
اسمیعین درجہ یسنۃ او یسوق یکون
ذلك الانحراف خاص بجهة الریة الذی فیہ
مكة المشرفة من غیر اشکال علی ان الجهات
بالنسبة الی المعین اسدھۃ۔
فلک قواعد میں ہے کہ جب دلائل کے مقتضی سے انحراف
۵۴ درجہ سے زیادہ دایم یا بائیں ہو جائے تو نمازی
کیلئے مسلمہ چار جہات میں سے، وہ ایک چوتھائی جہت
جس میں نہ مکہ واقع ہے بغیر کسی اشکال کے یہ انحراف
اس سے خارج قرار پائے گا۔ (د)

اقبول اور میں سے ظاہر ہو کر یہ قول امام زندہ وی ہرگز ایسی وسعت نہیں رکھتا کہ اسے قول دوم سے
متفید کیجئے تاکہ وہی اتنا وسیع ہے کہ اس کا اس سے متفید کرنا چاہئے

ما وقع من الامام الحلبي في العلية مما قد منا
نقد ليس في موضع وهذا اتهام اتجاسر ما
وعد نالك في القول الاول۔
پس امام طہی کا وہ کلام جو علیہ میں واقع ہے جس کو ہم پہلے
نقل کر چکے ہیں وہ مناسب محل نہیں ہے، قول اول میں
جرم نے وہ کیا تیار اس کی تکمیل ہے۔ (د)

رہی حدیث مرفوعہ صابین المشرق والمغرب قبلہ (مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے)

سے فتاویٰ غیرہ کتاب الصلوة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
سے جامع الترمذی باب ما جاء ان یزید المشرق والمغرب قبلہ مطبوعہ امین کمپنی دہلی
۱/۹ ۱/۴

اور اُس کے مثل ارشادات امیر المؤمنین فاروق اعظم و عبداللہ بن عمر و غیرہا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اقول اُس کا یہ مفاد ہونا ہرگز مسلم نہیں نہ ممکن التسلیم کہ مشرق سے غرب تک نصف دور میں قبلہ پہلا ہوا ہے ورنہ لازم کہ نصف دیگر میں مستند بار پہلے کہ استقبال و استدار دو جهت مقابل ہیں سارا دائرہ انہی دو جهتوں نے گھیر لیا، اب ارشاد اقدس و لکن شرقوا الخضروا (یعنی چوبہا چوبہا کی طرف منہ کرو۔ ت) کا کیا حاصل رہے گا، مگر یہ کہیں کہ خاص تعلیق مشرق و مغرب مشرقی ہیں تو لازم ہر گاہ کہ ہر شخص جو پیشاب کو بیٹھے یا پاخانے کو بیلے صحیح آلات معرفت نقاط ساتھ لیتا جائے حالانکہ آلات بھی حسیتی تعین نقاط سے قاصر ہیں، اگر کئے عرفا جہاں تک جہت مشرق و مغرب پہلے گئے وہ سب مشرقی ہے غرض میں اذ اظہیعت انی غیر الاحداد لہ یدخل فیہ العایاتان کہ فی الافتح (لفظ تبیین جب غیر عدد کی طرف مضامین ہوتا رہتا رہتا اور انتہا دونوں غایتیں اس میں داخل ہوں گی جیسا کہ فتح میں ہے۔ ت)

اقول اب شک کا ہے آگے طرف میں جہتیں چار ہی بھی جاتی ہیں اور جو ایک سے قریب ہے وہ اُسی کی طرف منسوب ہوتا ہے ترا س نصف دور کے ۹۰ درجے سے ۴۵-۴۵ درجے کے مشرق و مغرب ہے قریب ہیں ان کے صفحے میں دو کستہ یعنی ہوں گے پچ کے ۹۰ درجے میں کے وسط میں کعبہ واقع ہے جہت قبلہ رہیں گے وہو المطلوب (اور یہی مطلوب ہے۔ ت) محضہ ایک جامعہ علمائے یہاں بین یعنی وسط یا یعنی مشرق و مغرب کے اندر جو قوس جنوبی ہے اُس کے وسط و نقطہ کی طرف قبلہ دینہ سکیں گے۔

اقول اور اُس کے ترمیم قول ذکر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے کہ جب تو مغرب کو پہنچے دہنے بازو اور مشرق کو ہاتھ بازو پر سے تو اُس وقت تیرا منہ قبلہ کو ہے،

وكانه رفع الله عنه لئلا زاد قوله
اذا استقبلت بعد قوله فما
بينهما قبله لكون هذا محتملا
بمختلف المراد هذا وحمله الامام الاجل
عبد الله بن المبارك على ان هذا اهل الشرق
وكذا قال الشيخ البعوى في المعال ان هبلى
الله تعالى عليه وسلم اراد بقوله
ما بين الشرق والمغرب قبله في حق
اهل المشرق اه ولا ادري ما العاقل

ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قول فی
بينهما قبله کے بعد "اذا استقبلت" کا لفظ
اسی لئے فرمایا ہو کہ غرض بینہما قبلہ میں اس لئے کہ
کا احتمال تھا۔ امام عبداللہ بن مبارک نے صاحبین
المشرق والمغرب والی حدیث کو اہل مشرق کے لئے
قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے اس کی کوئی بیان کیا
مسالم میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا
قول مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے اہل مشرق
کے حق میں فرمایا ہے وہ مجھے معلوم نہیں کہ ان حدیث

ثم ان اعلی المیل اسکی بنحو ۱۳ درجۃ
قال البغوی فمن جعل
مغرب الصیف فی هذا الوقت علی یمنہ
ومشرق الشتاء علی یسارہ کان وجهہ
الی القبلة ثم قال الرازی و ذلك لان
المشرق الشقی جنوبی متباعد عن
خط الاستواء بقدر المیل والمغرب
الصیفی شمالی متباعد عن خط الاستواء
بقدر المیل والذی بینہما هو سمت مكة ثم
اقول ولا ادعی کیف یحتمل لطلقات
علی ہذین المقیدین وای قریبۃ
علیہ بل وای حاجۃ الیہ فان الظاہر
من الاطلاق امرادۃ مغرب الاعتدالی
ومشرقہ ولا شک انہ بینہما قبلة
المدينة السکینۃ وما یلیہا بل امرید زیادۃ
التقریب کان العکس اولی وھو اخذ مغرب
الجدی ومشرق السرطانی لامت قبلة
المدينة انکریمۃ علی جنوبیتھا میلا
ما عن نقطۃ الجنوب الی الشقی بعدۃ
درج -

ثم اقول فی قول الامام
الرازی متباعد عن خط الاستواء

شمالی تھا اور یہ بُعد میل کیل سے تقریباً ۱۳ درجہ
زائد تھا۔ امام بغوی نے فرمایا، جس نے اس وقت
گرمیوں کے مغرب کو اپنی دائیں طرف اور سردیوں کے
مشرق کو اپنی بائیں طرف کیا تو اس شخص کا منہ قبلہ کی
طرف ہوگا اور امام رازی نے فرمایا یہ اس لئے ہے
کہ سردیوں کا مشرق جنوبی ہوتا ہے اور خط استوا سے
میل کی مقدار دور ہوتا ہے اور گرمیوں کا مغرب شمالی ہوتا
ہے اور خط استوا سے میل کی مقدار دور ہوتا ہے
اور چنانچہ دونوں کے درمیان ہے وہ سمت مکہ ہے (ت)
اقول (میں کہتا ہوں)، معلوم نہیں مطلق
مشرق و مغرب کو کیونکر متعین کر دیا گیا اور اس پر قریب کیا ہے
بلکہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ مشرق و مغرب سے
اعتدال کا مشرق و مغرب علی الاطلاق مراد ہے۔ اور
یقیناً ان دونوں کے درمیان مدینہ منورہ اور اس کے
ارد گرد کا قبلہ ہے بلکہ (میں قبلہ کی بجائے) صرف
تقریبی سمت مراد ہو تو پھر اس بیان کا عکس بہتر ہے
وہ یہ کہ "الجدی" کا مغرب اور "السرطان" کا
مشرق لیا جائے کیونکہ مدینہ منورہ کا قبلہ اس سے
جنوب میں تھا اور اس نقطہ جنوب سے مشرق کی طرف
چند درجے ہٹ کر ہے۔ (ت)

ثم اقول کہ امام رازی کے قول "کہ گرمیوں
کا مغرب اور سردیوں کا مشرق، خط استوا سے

سہ تفسیر البغوی المعروف بمآل التنزیل مع الحازن زیر آیت وما انت بتابع
سہ تفسیر البغیر زیر آیت قول وجہ الخ مطبوعہ مطبعۃ البیتہ المصریہ مصر ۱۲۷/۳
۱۲۲/۱

میل کی مقدار دیکھتے ہیں کھلتا سا ہے کیونکہ یہ مستوی افقی میں ہے لیکن اس کے غیر میں مشرق و مغرب کی سمت اس جدی اور اس سرطان پر سمیٹ میل کل سے بڑی ہوتی ہے، ان کا قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ وسعت، مثلث کر دی کے قائمہ کا وتر ہے اور یہ مثلث کر دی افقی اور میل کے درمیان معدل کے قوس اور میل کے قوس اور ایک دوسرے، جو کہ افقی کا قوس ہے، سے پیدا ہوتی۔ یہ دونوں معدل اور جز کے درمیان ہیں اس کے باقی دونوں زاویے عادیہ ہیں، اس کا قائمہ ہونا تو اس لئے ہے کہ یہ میل سے معدل پر گری ہے، اور دوسرے زاویوں کا عادیہ ہونا اس لئے ہے کہ قائمہ کا وتر جو کہ وسعت اور میل ہے یہ دونوں چوتھائی سے کم ہیں اور ایک زاویہ جو کہ جز عادیہ ہے تو اس طرح کر دی سے پہلے کی "۱" کے شرائط ممکن ہو گئے تو اب ان کے ساتویں کی وجہ سے وتر خطی کی برعکس ضروری ہو گئی اور یہ وہی وسعت ہے قرین میل اعظم سے اور باقی معدل کے قوس سے بھی بڑی ہے لیکن کستوی کے افقی میں میل کے افقی پر منطبق ہو جاتی ہے اس لئے وہ ان مثلث نہیں ہے اور جز اور نقطہ اعتدال کے درمیان اب صرف اس کا میل سے لوری ہی ہماری مل رہی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ (ت)

تذریل کتب مذہب میں یہ پانچ عبارتیں ہیں کہ افادہ حکم عام کرتی ہیں اور یہاں ایک عبارت اور ہے جسے بعض کتب میں صورت بطور عموم ظاہر کیا اور حقیقتہً اصلاً صانع علوم نہیں بلکہ انھیں علامات خاصہ سے ہے جو بلا و مخصوصہ کے لئے اقوال فقیہ ابو جعفر وغیرہ مشائخ سے گزریں وہ یہ کہ بین المغربین قبلہ ہے یعنی گزریں میں سب سے بڑے دن مثلاً ۲۲ جون اور چاروں میں سب سے چھوٹے دن مثلاً ۲۱ دسمبر میں آفتاب جہاں ڈوبے اُن

بمقدار الميل كما معاظا هرا فان ذلك انما هو في الافق المستوي اما في غير فسحة المشرق والمغرب لرا من الجد والسرطان اكبر انما من الميل الكلي كيف وهي وتر القائمة من مثلث كروي يحدث من قوس المعدل بين الافق والميلية وقوس من الميلية واخرى من الافق كالتا هما بين المعدل والجزء خارجا بين الباقين حادثان اما كون هذه قائمة فلانها من ميلية وقعت على المعدل واما احدا البواقي فلات وتر القائمة وهي السعة والميل كلاهما اقل من السبع واحد في الزوايا غير حادة فتنت شرائط اولى اكون واجب عظيمه وتر العظمى بالسابع منها وهي السعة فهي اعظم من الميل الاعظم ومن قوس المعدل الباقية ايضا اما في افق المستوي فتطبق الميلية على الافق فلا مثلث ولعمري بين الجزء ونقطة الاعتدال حيث ان الاعتدال هو ذلك ما اردناه والله تعالى اعلم۔

دونوں موضع مغرب کے اندر سمت قبلہ سے۔ روا الخاریس بوالشرح زاد الفقیہ للعلامۃ الغزالی بعض کتب معتد بہ
اور شرح المجاہد للعلامۃ القسائی میں ہے،

یظن مغرب العیدت فی أطول ایامہ ومغرب
الشیء فی اقصر ایامہ فیدع الثلثین فی
الجانب الایمن والثلث فی الایسر والقبلة عند
ذلك ولولہ یفعل هكذا واصلی فیما بین
المغربین یحوز۔

تیسری منقطہ تیس منقطہ سے ہے،

وقال ابو منصور یظن ان اقصر یوم و اطول
یوم فیہ صفت مغربہ ما شد یقل الثلثین
عن یمینہ قال صاحب المنقطہ هكذا
استجاب والاول للجواز اه و هذا ما وعدنا
عند الکلام علی الایراء انھما۔

ظاہر ہے کہ جو بلاد کو مغرب سے خاص جزیرہ شمال کو جس میں بیان ان سے تو اصل متعلق نہیں ہو سکتا
آخر نہ دیکھا کہ قبلہ میرٹھ کیلئے قطعہ یقینہ ہے، بین المغربین درکنار و جہت مغرب سے بہت لید ہے اور
بلاد مشرقہ مغربہ کو بھی عام نہیں ہو سکتی، آخر نہ دیکھا کہ ابھی بحث چہارم کا کہ عذر شامی میں جو شہر کو مغرب سے پانچ روز
طول مشرقی نائے خاص خط استوا پر دیا اُس کا قبلہ بین المغربین سے جوق درجہ شمال کو ہٹا ہوا ہے،

لأن السعة العظمی فی الافق المستوی ثم ان
قد کان انحراف قبلة عن نقطة المغرب
مغرباً الخ۔

تو قبلہ تقریباً نانوے درجے مغربین سے باہر ہوگا جو ربع دور سے بھی زیادہ ہے، ظاہر امالی الفلکی میں اس
قول کو اپنے جلد و سمرقندہ وغیرہ سے خاص کیا، غیر میں ہے،

ملی الشاذلی میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہمارے سمرقند کے
علاقہ میں قبلہ کی حد گرمیوں اور سردیوں کے خلاف مغربوں
کے درمیان ہے۔ (دست)

انھیں بلا و شرقیہ سے ہرات سے، علامہ برجندی فرماتے ہیں، ہم نے اس کا قبلہ تحقیق کیا بین المغربین سے باہر جنوب
کو ہٹا ہوا پایا۔ اہل اس کے مطابق امام عبداللہ بن المبارک مروزی و امام ابو یوسف غنی کا ارشاد آیا، شرع تعالٰی میں ہے،
ہم نے ان قواعد سے ہرات کے قبلہ کی سمت تحقیق کی ہے
قرہیں معلوم ہوا کہ سال کے چھوٹے دن کے مغرب سے
بائیں جانب جہاں مغرب کے ستارے غروب ہوتے
ہیں یہاں کا قبلہ ہے، عبداللہ بن مبارک اور ابو یوسف
کے بیان کے یہی مطابق ہے اور جو تجنیس الملتقط میں
ہے کہ اگر نمازی نے گرمیوں کے مغرب اور سردیوں کے
مغرب سے غارج کسی جہت میں نماز پڑھی تو اس کی
نماز سہ توگ، تو یہ بات بعض علاقوں میں درست
ہو سکتی ہے (ملاحظہ دست)

ذکر فی اسالی العت ویحد القبلة فی بلادنا
یعنی فی سمرقند ما بین المغربین مغرب
الشتاء و مغرب الصيف.

نحوہ قد حققنا ثلاث القواعد سمت قبلة
هراة فظهر لنا انه يقع عن يسار مغرب
اقصير ايام السنة حيث يعرب كواكب العقرب
وهو الموافق لما ذكره عبد الله بن المبارك
وابو مطيع فيما وقع في تجنیس الملتقط انه
لوحظ الى جهة خرجت مما بين مغرب
الصيف و مغرب الشتاء فسدت صلاته انما
يصح في بعض البقاع (ملاحظہ)

اقول حقیقت امر یہ ہے کہ معظم سمرقند میں اکثر بلا و شرقیہ کا قبلہ تحقیق مغرب سلطان سے مغرب جدی تک
سجادہ بہت درجات اور اک مغرب ہر شخص پر آسان اور اُن بلا و کثیرہ میں اگرچہ جہت قبلہ مغربی سے باہر تک مسدود
مردوسل اور اک کی تیسین جو صدد قبلہ کے اندر داخل ہے مضائقہ نہیں کہتی بلکہ بار بار اس میں زیادہ تقریب ہے
جس سے سہولت و قرب بحقیقت کو ذریعہ منافع حاصل، لہذا علماء نے اُن بلا و میں عامہ کو بائیں المغربین کی تحدید بتائی
اُس کے معنی یہ تھے کہ اس سے باہر جہت اصلاً نہیں، اور مغربین سے تجاوز جو تھے ہی نماز سہ ہو، مگر شرع
غلامہ قسمتانی اور شرح زاد الفقیر میں بکوال بعض کتب معتبرہ کہ شاید وہی شرح غلامہ ہو کہ تمام جہات سے یعنی
فقیر نے اس میں پائی، بعد عبارت مذکور ہے، واذا وقع توجهه خاصاً جاً منہلاً یا يجوز بالاعتقاد (اگر اس کی

ملہ فیہ المصلی الشرح الرابع استقبال القبلة مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۸۵
شرح النقایۃ للبرجنذی باب شروط الصلوة مطبوعہ مکتبہ نوکشتہ بالسرور مکتبہ ۸۹/
ملہ رد المحتار باب شروط الصلوة بحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مطبعہ عتیقانی دہلی ۲۸۸/۱

تو ان بجگہ سے خارج ہو جائے تو اس کی نماز باطل تھا قیاس جائز نہ ہوگی۔ ہر دو نمازوں میں جتنا بلطف مہربانہ بغیر موشہبہ نہ تھا
بغیر تثنیہ کہ جب مغربین راجع ہو کر شک نہیں کہ بہت سے خروج مفید صلوة سے اور لفظ بالاقاق اس معنی پر صریح
دل کے خروج عن الجہت ہی کا مفید ہوا متفق علیہ ہے نہ کہ یہ تحدید خاص جو اقول بل غرض مذکورہ اگر مشہورہ و وارہ فی
کتاب اللہ سب کے خلاف ہے لیکن غیر میں غالی سے یوں ہے

فان صلواتی جہتہ خروجت من المغرب یعنی اگر نمازی نے کسی ایسی جہت میں نماز پڑھی جو مغربین سے
خسدت و صلاتہ ^۱ خارج ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ (د)

اور تیسرے مسئلہ کی نقل گزری ہے کہ اگر شادش چلے کر انہوں نے ہر اے کے لئے یہ حکم نہ مانا بلکہ اس کا تحقیق مغربین
سے باہر ہے اور اس حکم کو صوف بعض مقامات سے مخصوص کیا اقول بلکہ اصلاً کہیں ملاقہ نہ آئے گا سوائے انہی کے
دو چار نادر مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً مسند میں پڑیں جن کا قبلہ نقطہ اعتدال ہو اور عرض
قریباً چھپن درجے کے اور اس کی سمت المغرب ۵۴ درجے ہوگی ورنہ اگر عرض اس سے کم ہو تو سمت المغرب ۴۵ درجے
سے کم ہوگی اور باجماع احوال مغربین سے کم و بیش خروج ہوا ہوگا اگر قبلہ اعتدال سے ہٹا ہوا ہے
تو ضرور اہل المستقیم کی طرف نیچے کا تو جس سے جتنا قریب ہے اُس سے اُس قدر باہر مانا بھی ہوا ہوگا اور جس سے
بہید ہے اُس کے اندر بھی بعض انحراف مفید نہ ہوگا کہ نہ یہ جہت (جیب کہ خط ہر ہے۔) نہ پھر یہ جیب زیادہ
بین انفس و پھر تمام دنیا چھوڑ کر کشتی کے چند مواضع کا حکم لینا اور اُسے صورت عام میں بیان کرنا کیونکر نہ بصحت ہوگا
خصوصاً وہ مواضع ہی اتنے دور و از عرض کے ہو اگر آباد بھی ثابت ہوں تو شک نہیں کہ اُس زمانے میں سمجھ رہے
باہر تھے جانتے اور خارج الاقالیم کہلاتے تھے کہ ان کی تقسیم میں ساتویں اعلیٰ ہیں۔ ۵۰ حکم ختم ہو گئیں۔ ہمارا
اس تقریر سے متعلق نکال سکتا ہے کہ اس قول پر کتنے نقص وارد ہیں۔

اولاً عرب و غم و ہند و سندھ و عرض و دنیا اقلیہ کے عام شہر بلکہ تمام ہفت اقلیم میں کہیں سمت المغرب
۵۴ درجے نہیں اور اوپر واضح ہو چکا کہ یہاں تک انحراف باجماع جمیع احوال مذکورہ روا ہے کہ یہی سب سے
تنگ تر قول ہے تو ہمارے سمجھنے کے بعد بلا وجہ کا قبلہ نقطہ مشرق یا مغرب ہو باقی احوال جزیرہ ان میں مابین
المغربین سے بھی انحراف ہوا ہوگا اور نماز فاسد نہیں ہو سکتی جب تک ۵۴ درجے سے زائد نہ ہو۔

ثانیاً وہ جگہ کم ہیں جن کا قبلہ خاص نقطہ اعتدال ہو، اکثر میں کم یا زیادہ انحراف ہے اب تک حال سے
غالی نہیں یا تو انحراف اصفیٰ تمامہ ای من نقطۃ الاعتدال الی الجنوب والشمال (میری مراد

اس کا تمام ہے یعنی نقطہ اعتدال سے جنوب و شمال کی طرف۔ ت) سمت المغرب سے کم ہوگا یا برابر یا زائد بر تقدیر
اول جس سمت انحراف ہے اُدھر کی سمت المغرب سے اور بھی باہر جانا وہاں ہوگا مثلاً ۳۴ درجہ سمت ہے اگر انحراف
نہ ہوتا تو اس سے ۲۱ درجہ خروج جاتا نہ ہوتا، اب فرض کیجئے ۳۰ درجہ انحراف ہے یہ تو بین المشرقین ۴۱ درجہ
مردول میں ہوگا۔

ثالثاً جس سمت سے انحراف ہو اگر انحراف سمت کا مجموعہ ۴۵ درجہ سے زائد ہے تو بین المغربین ہی
وہ جگہ پائی جائے گی جب تک انحراف مضاعفہ کا زہ ہے مگر اس قول پر جواز ہوگا۔

۴) ابھٹا فرض کیجئے ۲۰ درجہ جانب جنوب انحراف ہے اور سمت ۴۰ تو اس قول پر قبلہ تحقیقی سے جنوب
کطرف چار درجے انحراف جاتا ہوگا کہ بین المغربین سے خروج نہ ہو اور شمال کو ۴۴ درجے تک انحراف وہاں گایہ بدینی
البطالن اور باوجود غلط ہے قبلہ تحقیقی سے جس قدر ایک طرف پھرتے ہیں موازنہ نہیں جاتا واجب کہ دوسری طرف بھی
اُسی قدر میں زوال نہ ہو کہ چہرۃ انسان کے دونوں رخ یکساں ہیں یہ چار ہی ایسے کا تفوق نہ دھر سے آیا۔

نظاماً و سادساً بر تقدیر ثانی استعمالے ظاہر تر ہیں فرض کیجئے سمت و انحراف جنوب دونوں
رخ یکساں ہیں اور یہ کوئی فرض ناقض نہیں بیات داں کو مثل تکلیس کا اجرا بتا دے گا کہ فلاں قدری مقام ایسے
ہیں، ایسا اس صورت میں ممکن نہ ہو کہ بین المغربین سے سمت جنوب ۴۵ درجے تک باہر جانا ہو، ہے اور
جانب شمال سمت کے صرف تک جب تک سمت کے نصف شمال کی طرف جھکا نہ ہوگا اور اس قول پر اس کے
برعکس حکم یہ نکلے گا کہ ایک پہلو پر قوساً ۴۵ درجے تک انحراف روا اور دوسرے پہلو پر قدم بھرنا اور غار گئی کیا یہ
حکم شرعی ہے مگر وہ کا ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں۔

سابعاً تقدیر ثالث تو خود استعمال مضاعفہ ہے کہ جب انحراف سمت سے زائد ہے تو قبلہ تحقیقی
چاہے واجب ہے کہ بین المغربین سے باہر جائے اس قول پر خود استقبال حقیقی مضاعفہ نماز ہو۔

ثامناً دنیا میں کوئی سمت سے زائد ہے طرہین کا مجموعہ ۴۵ ہو تو بین المغربین یعنی انحراف
ہے جسے قبلہ تحقیقی سے ۴۵ درجہ زائد اختلاف ہے تو جو فساد نماز کی صورت تھی وہ اس پر جواز کی ہوئی اور جواز
بلکہ اعلیٰ استجاب کی تھی وہ فساد کی ٹھہری اس سے بڑھ کر اور کیا احتمال ہوگا۔


تاسعاً فرض کیجئے ایک شہر مکہ معظمہ سے قریب اور کثیر العرض ہے اور دوسرا بہت بعید اور قلیل
العرض یا بعض فرقاً اول کی سمت المغرب و دوسرے زائد ہوگی جس کی زیادت چھ یا تھوڑے درجے تک پہنچ سکتی ہے
تو اس قول پر زہم کہ قریب شہر کی سمت قبلہ بہت فساد کے شہر کی سمت سے ہزار یا میل زیادہ دور تک
پھیلی ہوئی ہو یہ عکس تصدیق و منقول ہے۔

عاشقاً ہوا تھا گمان کرے گا کہ اس قول میں بر نسبت دیگر اقوال کے تصنیف ہی ہے کہ معظم معمرہ میں سمعت ۴۵ درجے سے بھی کم ہے مگر خیال باطل ہے ہم ابھی ثابت کر آئے کہ اس میں قبلہ تحقیق سے ساٹھ درجے انحراف روا نظر ہے اور نتیجہ کی تو اس کی وسعت ظاہر قریب اولین سے کچھ کم نہیں بلکہ زائد ہے کہ ۶۹-۲۲ کے عرض پر مجموعہ معتین کے پورے ایک سو اسی درجے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس پر دلیل میں کلی اور تمام عرض بلد کا تساوی ہونا ہے تو اس طرح ان دونوں کی جہیں بھی تساوی ہوں گی اور مثلث کروی میں جیوب زویا کو اس کے جیوب تار کی طرف تساوی فرمایا گیا ہے تو اس طرح جیوب سمت و قائمہ دونوں تساوی ہوں گے اور اسی سے شرح پتہ میں فاضل روئی کے دقیق کلام میں جو اسام ہے واضح ہو جاتا ہے حدیث کہ انہوں نے فرمایا سمت مشرق و مغرب عرض کے بڑھے سے بڑھی رہتی ہے یہاں تک کہ سمت قریب بلکہ پہنچ جائے بلکہ عرض بلد کو نہ پہنچی ہو (۱۰۱) (ت)

بلکہ ہم مناقشہ کے لئے ساٹھ ہی درجے کا عرض لیجئے کہ وہاں سمت ۵۲° ۴۲' ہے، اور عرض کیجئے کہ انحراف جزوی ۵۷° ۱۰' ہو کہ اس سے زیادہ کا انحراف ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں اب اگر اصلی نقطہ مغرب سے ۵۲° ۴۲' شمال کو پھر کر کھڑا ہو اس قول پر فائز صحیح ہوگا کہ قطب زمین المغربین کے قدر ہے مگر قبلہ تحقیق سے پورے ایک سو تیس درجے پھرا ہوا ہے قریب اولین کے ظاہر پر تو قیے کہ گرتہ ہی برتی تھی یہاں اس سے بھی گزر کر بیٹہ کا حصہ ہے اور استقبال مرد و بالبلد اس پر وہ استقامت باطلہ وہ ہیں جس کا شمار شرار قریہ قول اس طرح پر قطعاً حقاقتاً قابل قبول نہیں اور خود اسی قدر اس کی غرابت و نامسمومی کو بس تھا کہ تمام کتب معتدہ کے پانچوں اقوال سے صریح مناقض ہے ۱۰۱ اس وجہ پر کہ خیر نے تقریر کی ضرور صحیح و بیخ ہے «بالحمد التوفیق» الحمد للہ کہ جہت قبلہ کا رکافی وانی سانی صافی بیان اس جلالت شان و ایضاح مراد و احاطہ تحقیق و کشف حجاب کے ساتھ واقع ہوا کہ اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا ذلک من فضل اللہ علیہ ساد علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون صاب او غافلون اشکرت نعمتک

التي انعمت على وعلى والدي وان اعسل هذا ترطبه واجعلني من التائبين واجعلني برحمتك
في الغيبين آمين وصل الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين آمين۔

افادہ ثانیہ علی گڑھ میں القلائین کی سمت المغرب کیلئے۔ المحدث کہت قبلہ کے معنی آفتاب
کی طرف واضح ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ جب تک حدود ہمت کے اندر ہے ہوا زواہمت ہے حتی الوسع اصابت میں
صرف مستحب۔ اب یہ دیکھنا رہا کہ مقام حیدر گاہ تنازعہ قدیم کا انحراف حدود ہمت کے اندر ہے یا نہیں، اس کے لئے
اُس ظاہری دست اقبال سابقہ کی حکایت دینی درکنار قول پریم جے ہم غنم و منع کر آئے اُس سے بھی تنزل کریں اور
اس زمین المغربیہ کی تحدید کریں کہ ہمارے ملا دیں واقعی یہی سب سے تنگ تر ہے تاکہ نادانہ فتنی دہنوں
کو کوئی شکایت نہ رہ جائے اس کے لئے اولاً علی گڑھ میں راس المجدی و راس السرطان کی سمت المغرب معلوم
کئی ضرور ہے فنقول  اب ح ۱ افق علی گڑھ ہے ۱۰۰ قوس معدل ۱۰۰ قطب شمالی
۳ راس المجدی وقت مغرب ۱۰۰ میل کی ۱۰۰ میل کی ۱۰۰ میل کی ۱۰۰ میل کی
ثلث (س ح قائم الزاویہ

افق ہمیشہ تمام عرض بلد ہوتا ہے الا تری ان قیاساً قوس ط ۳ و یامت راس البلد فکان ط یضبط و ط یضبط
و ط ۳ ضابطہ بلکم شکل مغنی جیب میل، جیب تمام عرض، جیب ح ۱ بھول، ح ۱۰ بلوگا رشم جیب اول
۹۰۵۹۹۸۱۰ - جیب دوم ۴۲ - ۹۲۰۴۲ - جیب سوم ۹۲۳۳۹۲۳۳ - قوسہ القوسہ معلوم ہوا
کوئی گڑھ میں راس السرطان نقطہ مغرب سے ۲۹ درجے ۴۶ دقیقہ شمال کر اور راس المجدی اسی قدر جنوب کر
ہٹا چکا ہوتا ہے۔

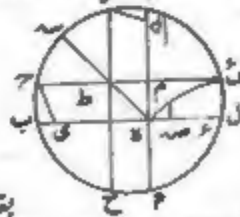
افادہ ثالثہ یہ حیدر گاہ نقطہ مغرب سے کس قدر منحرف ہے۔ اب وضوح مقصد میں صرف
اتنی ہی بات کا دریافت کرنا رہا، اگر ثابت ہو کہ اس کا انحراف پونے ستائیس درجے سے کم ہے تو یقیناً وہ اس
سب سے تنگ تر قول پر بھی جہت قبلہ کی طرف ہے اور اُس میں نماز محروم و تحریمی بتانا ادا سے دشمنان فرض ٹھہرانا
سبب جہل و افتراء، اس کے اور ان کو حیدر گاہ مذکور کی دیوار قبلہ کا جزو یا شمالی طول دیکار تھا، دریافت کے پر تحریر
آئی کہ سارے بیاسی گز ہے، اگر یہ پانچ گز اور مختصر من کاٹھ دوی کہ دیوار محاذات قطب شمالی سے تو سے فٹ
جانب مغرب ہٹی ہوتی ہے صحیح ہے تو زوایہ انحراف معلوم کرنا مشکل نہیں فاقول



۱ فقط قطب ہے اور اب دیوار قبلہ، بحالت موجودہ جہ سے ٹھیک سمت ۲ پر
خطب ۳ غیر محدود دیکھنا اور ب کو مرکز فرض کر کے ۱ کے بعد پر قوس اس ح ۱ رسم کی جس نے
خط کو نقطہ ح پر قطع کیا تو جہ اس حالت پر دیوار ہوگی جس پر مقصدیں اُسے لانا چاہتے ہیں،

وتر اح وصل کیا کہ حسب بیان مقررین ۹۰ فٹ یعنی ساٹھ ذراع شرعی ہے اور اب، ح ب دونوں شے یعنی نصف قطر
 کہ ایک طرف ہے حسب بیان سائن ایک ٹریبونید ذراع شرعی ۱۱۹۵ ÷ ۹۰ = ۱۳۲.۷۷ درجاست وتر اح
 $90 \times 90 = 8100$ یعنی کا خطہ اگر مقدار وتر ہوئی اُس کا نصف یعنی نصف
 ہر دو جیب میں اس کی قوس فی الخط قوس اح یعنی زاویہ اب ح = کئی غیر یعنی اس کی سمت قبلہ قطب شمالی سے
 وہ جیسے کہ کہیں درجے جانب مغرب ہے وہ جیسے کہ کہیں درجے جانب مشرق ہے قوس کی عاقبت نہ ہو ب سے
 سمت ۲ پر خط غیر محدود کھینچا اور ب ح مساوی اب قلع کر کے اور یک شکل ہشتیم بلکہ یک چارم مقدار اوئی زاویہ ب
 کا نصف ہوا اور یک محدود اح پر عمود ا کہ حسب بیان مقررین ۳۰ ذراع شرعی ہے تو یک شکل ناقص ۲۰ × ۳۰ =
 ۱۲۱۳ ۳۴۴ ۱۱۶ - ۱۱۶۵ یعنی ۲۰۳۱۴۴۸۳۹ = ۲۰۳۵۹۶۳۴۲ نو جیب زاویہ اب ح یعنی فی نصف حد۔
 قوس فی الخط تو کل زاویہ ۵۸۲° ہوا اور ظاہر ہے کہ جتنا انحراف اس دیوار کو قطب شمالی جانب مغرب سے ہے
 اتنا ہی اس کی سمت قبلہ کو نقطہ مغرب سے جانب جنوب ہو گا کہ دیوار مثلاً
 سمت ح ب اور ح ب خط جنوب و شمال پر سب خط اعتدال عمود ہے تو
 قائمین سے اب س مشرق ساقد کیل ح ب برابر اب ح کے رہا پس وہ قطب سے ثابت ہوا کہ سب سے
 تنگ تر قوس پر بھی جیسہ گاہ ذکر پستہ پر اسے سے زیادہ حد و قبلہ میں داخل ہے اور قوس یعنی و منیع پر ۲۹ درجے
 سے بھی زائد اندون حد سے کما بیظہر ان شاء اللہ تعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائے گا)
 یعنی شرعاً جہاں تک انحراف کی اجازت ہے اُس کا نصف بھی اس میں نہیں اتنا ہی انحراف اور ہوتا جب بھی سات
 درجے زائد حد میں رہتی تو روشن ہوا کہ نئی روشنی والوں کے بیان و قوس سب خلقت جمل واپرا ہیں والیہذا
 باللہ تعالیٰ۔

افادہ سابعہ علی گڑھ کا قبلہ تقریبی - کتب متداولہ ہیات میں جو طریقہ معرفت سمت کا کھانچے
 سید المتقین علامہ سید شرفین قدس سرہ الشریف نے تحقیقی گمان فرمایا اور عند التفتیق تحقیقی نہیں قریب ہے اُس
 طریقہ پر یہاں معرفت سمت یوں ہے۔
 ۱ خط اعتدال ب خط جنوب
 ۲ شرقی شمالی ہے اور طولی کو متکثر
 عرض متکثر کا لہ عرض ملے گا کہ اگر
 شمال سے نقطہ مغرب کی طرف لی ۲ ب ح
 ۳ بعد لکھو وصل کیا اور نقطتین مشرق و مغرب سے



سے زیر اگر تحصیل ہو گا رقم ذکر بحسب اصلی عشری ۰۶۱۸۱۸۱۸۲ و تحویش برستینی فی نصف حد ۱۲ منہ (۲)

دسے ۱۹۷۴ء آگسٹ مئی نوے قسطیں اور ۷۰ افٹ اور پندرہ ۱۹ افٹ بھی اگر یہ دیوار قطب شمالی سے پھری ہوئی ہو دسے باہر زمینی ہکنڈ اینڈیغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

تنبیہ قول محقق و منع کہ کثیر مغفل کے دونوں جانب ۲۵ درجے تک انحراف روا ہے اس پر عمل قبل تحقیق برہانی نکال کر کرنا چاہئے کہ طریق تقریبی میں خود کئی کئی درجے کا تفاوت آتا ہے۔ اب یہیں دیکھئے کہ ۸ درجے ۲۰ دقیقے کا تفاضل ہے واللہ المہادی الی الصواب، الحمد للہ کہ اس تحریر میں افادہ اولیٰ غایت نفع و افاضت پر واقع ہوا مناسب اس کے لحاظ سے اس کا تاریخی نام ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال ہو کہ اس کی تصنیف و اضافہ فی الجبر ۱۳۲۲ھ میں ہوئی، اور اگر یہ لحاظ کریں کہ تبلیغ میں اواخر محرم ۱۳۲۵ھ کی تاریخیں آئیں گی تو حد الاستقبال کے عرض جہۃ الاستقبال کہنا مناسب، واصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتقوا حکم۔